ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

2 ربیع الاوّل 1434ھ • فروری 2013ء

مجلسِ احرارِ اسلام

عزم و ہمت اور صبر و استقامت کے 83 سال

- نئے انتخابات کی تیاریاں اور حالات کا رُخ
- آئینی قرار دادِ اقلیت بارے نامناسب رویہ
- لاہور میں قادیانیوں کے پریس پر چھاپہ
- ”بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست“
- رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم
- آیتِ اکمالِ دین

نورِ ہدایت

ارشادِ ربانی

امن وسلامتی

’’جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا اُن کے لیے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں۔‘‘ (انعام:۸۱،۸۲)

’’ان کے لیے اُن کے اعمال کے صلے میں پروردگار کے ہاں سلامتی کا گھر ہے۔ اور وہی اُن کا دوست دار ہے‘‘ (انعام:۱۲۷)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

فسادی قائد

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے صرف یہ خوف ہے کہ میری امت میں گمراہ کرنے والے امام پیدا ہوں گے۔ اور جب میری امت میں ایک دفعہ آپس میں تلوار چل گئی تو پھر وہ قیامت تک نہ رکے گی۔‘‘ (مشکوٰۃ، کتاب الفتن)

الآثار

بنامِ احرار

احرار ساتھیو، وفا کے خوگرو! اس بات پر دل کی گہرائیوں سے یقین کر لو کہ آپ اللہ کے دین کے خادم ہیں اور شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پابند ہیں۔

جو لوگ ان دونوں صفات سے محروم ہیں اُن سے بے زاری کا اعلانِ عام کر دو۔ اپنے جسمِ ظاہری اور روح میں ایسی ایمانی قوت پیدا کرنے کی مسلسل جدوجہد کرتے رہو جو آپ کو صحابۂ رسول رضی اللہ عنہم کا نقشِ ثانی بنا دے۔

آپ دین کی محبّت میں اس مقام پر پہنچ جائیں کہ آپ کا وقت، آپ کا مال اور آپ کی جان سب کچھ اللہ اور اس کے آخری رسول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کے لیے قربان ہو جائے۔ جب بھی دین آپ کو پکارے، آپ تڑپ کر اُٹھیں اور ایثار پیشہ احرار ’’لبیک، لبیک‘‘ کا نعرۂ مستانہ لگاتے ہوئے دین دشمنوں پر جھپٹ پڑیں۔

(ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

(ملتان، مئی ۱۹۸۸ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

بنیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 24 شمارہ 2 ربیع الاوّل 1434ھ — فروری 2013ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقاءِ فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 1500/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 100-5278-1
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

تشکیل

دل کی بات:	نئے انتخابات کی تیاریاں اور حالات کا رُخ	مدیر	2
شذرہ:	آئینی قرار داد اقلیت بارے نامناسب رویہ	عبداللطیف خالد چیمہ	4
دین و دانش:	''بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست''	مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	6
//	رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	10
//	تاریخ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم (آخری قسط)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	13
//	آیت اکمالِ دین	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	20
گوشۂ ادب:	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	23
//	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مبارک	کامل الٰہ آبادی	24
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ابوسفیان تائب	25
//	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	ہری چند اختر	26
//	شہید بھائی ذوالکفل بخاری رحمہ اللہ کی یاد میں دو نظمیں	غم زدہ بہن	27
افکار:	طلوعِ صبحِ صادق	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	28
//	مولانا نورانی کا طاہر القادری کو اپنی اصلاح کا مشورہ	پیر اعجاز ہاشمی کی گفتگو	30
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:21)	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
یادِ رفتگاں:	ماں کا صدمہ	حبیب الرحمٰن بٹالوی	43
مطالعۂ قادیانیت:	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	46
//	لاہور میں قادیانیوں کے پریس پر چھاپہ توہین رسالت پر مبنی کتابیں برآمد	سیف اللہ خالد	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	57
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　مدیر

نئے انتخابات کی تیاریاں اور حالات کا رُخ

پیپلز پارٹی کی حکومت اپنی مُدتِ اقتدار پوری کر رہی ہے۔حکمرانوں کا دعویٰ ہے کہ پاکستان کی پارلیمانی تاریخ میں اُن یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ الیکشن کمیشن کی سرگرمیاں، انتخابات کی تیاریاں، نئی صف بندیاں اور عبوری حکومت کی تشکیل جیسے اہم معاملات موضوعِ گفتگو ہیں۔لیکن ملک کے عوام کے لیے وہی شب و روز ہیں جو موجودہ حکومت کے قیام کے وقت تھے۔مہنگائی، بیروزگاری، اغواء، زنا، لوٹ کھسوٹ، قتل وغارت گری، کرپشن، امن وامان اور دیگر مسائل جوں کے توں ہیں۔ بلکہ ان کا تناسب پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے۔ سیاست میں استحکام کی بجائے افراتفری اور آپا دھاپی عروج پر ہے۔ملک میں امن کی بجائے خوف وہراس کے منحوس سائے چھائے ہوئے ہیں۔

بلوچستان کی صوبائی حکومت کا خاتمہ اور گورنر راج کا نفاذ، طاہر القادری کے کنٹینر بم پروف انقلاب اور لانگ مارچ شو، سپریم کورٹ کی طرف سے رینٹل پاور کرپشن کیس میں وزیرِاعظم سمیت سولہ ملزمان کی گرفتاری کا حکم اور اس کیس کے تفتیشی افسر کی اسلام آباد میں پُراسرار موت جیسے واقعات بھی کسی زلزلے کے جھٹکوں سے کم نہیں۔وزیرِاعظم گرفتار ہوئے نہ تفتیشی افسر کے قاتل پکڑے گئے۔البتہ عدالتِ عظمیٰ کا حکم سوالیہ نشان بن گیا۔کراچی میں نامزد اور عمومی قتل معمول ہو کر رہ گیا ہے۔پندرہ سولہ افراد روزانہ بے گناہ قتل ہو رہے ہیں۔حکومتی رِٹ کی ناکامی کی بدترین مثال ہے۔

کوئٹہ میں حالیہ قتل وغارت یقیناً قابلِ مذمّت وافسوس ہے لیکن ہزارہ شیعہ برادری گزشتہ بیس پچیس برس سے اہلِ سنّت کے ساتھ جو ظلم روا رکھے ہوئے ہے اس پر کسی نے افسوس نہیں کیا۔گزشتہ دنوں ایرانی صدر احمدی نژاد نے سخت احتجاج کیا جس کے نتیجے میں شیعہ برادری نے پورے ملک کا ٹریفک نظام مفلوج کر کے رکھ دیا اور وزیرِاعظم نے کوئٹہ پہنچ کر بلوچستان حکومت ختم کر کے گورنر راج نافذ کر دیا۔کیا یہ بھی موجودہ حکومت کی گُڈ گورننس ہے؟

۱۹۸۵ء میں ہزارہ شیعہ برادری نے کوئٹہ میں اہلِ سنّت کے مردوں اور عورتوں کا جس ظالمانہ طریقے سے قتلِ عام کیا اور پھر اُنہیں بچانے کے لیے آنے والے پولیس کے سپاہیوں کو بھی قتل کر ڈالا، اس کا تسلسل اب تک جاری ہے۔ لیکن ان واقعات پر تو کسی روشن خیال اور سیکولر دانشور اور سیاست دان نے مذمّت نہ کی۔اس ضمن میں میڈیا کا کردار بھی جانب دارانہ رہا۔یہ بات طے شدہ ہے کہ عالمی استعمار پاکستان کو ہر اعتبار سے کمزور کرنا چاہتا ہے۔

سیاسی عدمِ استحکام پیدا کر کے اپنی مرضی کی کمزور اور کرپٹ حکومت قائم کرنا چاہتا ہے۔تاکہ خطّے میں اپنے

سیاسی مفادات کا تحفظ کر سکے۔

معاشی بحران پیدا کر کے قوم کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج کر دی گئی ہے، قوم کے ہر فرد کو قرضوں کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اور معیشت کھوکھلی کر کے رکھ دی گئی ہے۔

مذہب کے نام پر بہروپیوں کو پروموٹ کیا جارہا ہے اور صحیح الفکر علماء اور دانش وروں کو راستے کی دیوار سمجھ کر منظر سے ہٹایا جارہا ہے۔ خصوصاً کراچی اور پنجاب میں جس طرح علماء کو قتل کیا گیا اور تا حال کیا جا رہا ہے یہ غیر ملکی استعماری ایجنڈہ ہے جسے مقامی سفاک ایجنٹ مکمل کر رہے ہیں۔

امریکی فورسز براہِ راست پاکستان کے اندر داخل ہو کر کارروائیاں کر رہی ہیں۔ ہر دوسرے تیسرے روز ڈرون حملوں کے ذریعے بے گناہ لوگوں کا قتلِ عام اور اب حکومت پاکستان کے حامی ملا نذیر پر ڈرون حملہ اور اُن کا قتل موجودہ حکمران کے لیے سوالیہ نشان ہے۔ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دینے کے بعد پاکستانی سرحدوں پر بھارتی فورسز کی فائرنگ اور پاکستانی فوجیوں کی شہادت حکومتی پالیسیوں کی ناکامی نہیں تو اور کیا ہے؟

متحدہ مجلس عمل کی بحالی، پاکستان دفاع کونسل کا چمن اور طورخم سے واہگہ بارڈر تک سفر اور متحدہ دینی محاذ کا قیام یہ سب سوالیہ نشانات ہیں۔

نواز شریف صاحب نے کنٹینر انقلاب سے خوفزدہ ہو کر اپوزیشن جماعتوں کو اکٹھا کر لیا لیکن مہنگائی، بے روزگاری، بم دھماکوں اور ڈرون حملوں کے خلاف اپوزیشن اکٹھی کیوں نہیں ہوتی؟

انتخابات کب ہوتے ہیں، نہیں ہوتے یا ہونے کی صورت میں کون مسندِ اقتدار پر بیٹھتا ہے عالمی مقتدر قوتیں طے کر رہی ہیں لیکن یہ مسائل اپنی جگہ پر ہی رہیں گے اور ملک سوالیہ نشان ہی رہے گا۔

عالمی استعمار کی یہی خواہش اور یہی ایجنڈا ہے۔ تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہلِ مغرب نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

لیکن ہمارے عظیم اسلاف کی روحیں ہمیں پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ مایوسیوں کی تند و تیز ہواؤں میں اُمیدوں کے چراغ جلانا ہی بہادروں کا کام ہوتا ہے۔

یہ تو نے کیا کہا واعظ نہ جانا کُوئے جاناں میں
ہمیں تو رہرووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

آئینی قراردادِ اقلیت بارے نامناسب رویہ

عبداللطیف خالد چیمہ

ٹیلی وژن چینلز کے اینکرز اور کالم نویس ہمارے لئے قابل احترام ہیں، لیکن میڈیا پر جو کچھ لکھا اور دکھایا جارہا ہے ان میں سے بہت کچھ قابل اعتراض بھی ہے، گزشتہ کچھ عرصہ سے آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو تختۂ مشق بنایا جارہا ہے، روزنامہ ’’ایکسپریس‘‘ ۱۷ جنوری ۲۰۱۳ء کے ادارتی صفحے پر ’’صدائے جرس‘‘ کے عنوان سے اپنے کالم میں ’’مقتدا منصور‘‘ رقمطراز ہیں کہ

’’ملک میں آج جو کچھ ہورہا ہے وہ نیا نہیں ہے، اس کی جڑیں ماضی کے غلط فیصلوں میں پیوست ہیں۔ قراردادِ مقاصد جناح کے تصور پاکستان پر پہلا باضابطہ حملہ تھا، جس نے ریاست میں شدت پسندی کی بنیاد رکھی۔ اس کا پہلا مظاہرہ ۱۹۵۳ء میں لاہور سمیت پنجاب کے چند شہروں میں پرتشدد مظاہروں کی شکل میں سامنے آیا۔ پھر ۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ سے وہ کام لیا گیا، جو اس کا مینڈیٹ نہیں تھا۔‘‘

موصوف کی خدمت میں ادب سے درخواست ہے کہ وہ ملک کی نظریاتی شناخت کو منہدم کرنے والوں کی فہرست میں اپنا شمار کرانے کے شوق میں طے شدہ آئینی معاملات کو متنازعہ بنانے سے گریز کریں، بانی پاکستان کا نام لے کر اپنا خبث باطن ظاہر نہ کریں اور نہ ہی اپنے موہوم خیالات کو بانی پاکستان سے منسوب کریں۔ پاکستان ’’اسلامی فلاحی ریاست‘‘ کے قیام کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اور بانی پاکستان نے ۲۷ دسمبر ۱۹۴۰ء کو احمد آباد (گجرات) کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ: ’’ہمیں مسلمان اقلیتی صوبوں میں اپنی قسمت پر شاکر رہنا چاہیے اور اپنے اکثریتی صوبوں میں ’’پاکستان‘‘ کی شکل میں آزادی حاصل کرکے خود مختار آزاد حکومت قائم کرکے اپنی زندگی اسلامی قوانین کے مطابق گزارنی چاہیے۔‘‘

پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے اہل حق اکابر احرار نے اس بات کو واضح کیا کہ قیام ملک کے مقاصد کی طرف پیش رفت ہونی چاہیے اور محض ۱۹۳۵ء کے ایکٹ میں صرف ترمیمات پر اکتفا نہ کیا جائے، تو تمام مکاتب فکر کے اتفاق رائے سے قراردادِ مقاصد پیش اور پاس ہوئی، اب قراردادِ مقاصد کو جناح کے پاکستان پر پہلا حملہ قرار دینے والے یا تو قیام ملک کے پس منظر سے مکمل ناواقف ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں، ہم ان سے فی الوقت اتنی گزارش کرنا چاہیں

گے کہ وہ تاریخ اور بانئ پاکستان کے فرمودات کا از سرِ نو مطالعہ فرمائیں۔ ''۱۹۵۳ء میں لاہور سمیت پنجاب کے چند شہروں میں پُرتشدد مظاہروں'' کی بابت صاحبِ کالم سے درخواست ہے کہ وہ کسی آنکھوں والے استاد کی شاگردی اختیار فرمائیں جو ان کو بتائے کہ قادیانی پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور مرزا بشیر الدین محمود نے بلوچستان کو احمدی سٹیٹ بنانے کا اعلان کر دیا تھا وغیرھم، جس پر اسلامیانِ پاکستان نے ''تحفظِ ناموسِ رسالت'' کے لئے تحریک ختمِ نبوت برپا کی۔ رہی بات تشدّد کی تو موصوف خود بتائیں کہ تشدّد کس نے کیا اور شہداء کے سینے گولیوں سے چھلنی ریاستی طاقت کے ساتھ آخر کیوں کیے گئے، بجز جرمِ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلّم اُن بے گناہوں کا قصور کیا تھا؟ سیکولر درندوں نے خونِ معصوماں کی ندّیاں بہائیں۔ اور وہ مقدس خون اس وقت سے اب تک بے خدا عوامی پارٹیوں اور نام نہاد مسلم لیگوں میں پناہ پانے والے غدّار سرشت لبرل فاشسٹوں کے سر ہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک کی بابت کالم نگار نے لکھا ہے کہ ''پارلیمنٹ سے وہ کام لیا گیا جو اس کا مینڈیٹ نہیں تھا۔'' اس پر ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ اُس وقت کی پارلیمنٹ کو آپ کے ممدوح جمہوری نظام کے بدولت حاصل ہونے والی عوامی نیابت کے باوجود اگر مینڈیٹ نہیں تھا تو موصوف کو یہ مینڈیٹ کب حاصل تھا یا ہے؟

جنابِ والا! یادوں کے دریچوں کو ذرا کھول کے دیکھیں اور تاریخ کی مانگ سے حقائق کی افشاں مانگ کر دیکھیں تو یہ جھلملاتی روشنی اُن کی آنکھوں کو خیرہ کرے گی کہ ۱۹۷۴ء کی قراردادِ اقلیت، ۱۹۷۳ء کے آئین سے بھی زیادہ متفق علیہ ہے، کیونکہ ۷۳ء کے آئین کی منظوری کے وقت نیشنل عوامی پارٹی کے ایک رکنِ قومی اسمبلی نے اختلاف کرتے ہوئے اس پر دستخط نہیں کئے تھے، جبکہ ۷۴ء کی قراردادِ اقلیت پر نیشنل عوامی پارٹی کے اُس رکن قومی اسمبلی نے بھی دستخط کئے تھے۔ اور سادہ سا سوال مسٹر مقتدا منصور سے یہ ہے کہ اگر بقیہ آئینی قراردادوں کے لئے اسی قومی اسمبلی کو مینڈیٹ حاصل تھا تو دنیا کے کس پولیٹیکل قانون اور سوِل کوڈ آف کنڈکٹ کے تحت اِسی مخصوص قرارداد کی منظوری کا مینڈیٹ اس اسمبلی کو حاصل نہیں تھا؟ اگر فرصت ملے تو کبھی اس سوال کے جواب میں بھی اپنی گھنٹی کی صدا سامعہ نواز کریں۔ جواب تراشنے میں دقت کی صورت میں کم از کم اتنا وقت تو اپنے مصروف شیڈول میں سے ارزاں فرمالیں جس میں پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی اُس تقریر کا مطالعہ کر لیں جو انہوں نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں اس قرارداد کی منظوری کے بعد کی تھی۔

اعلان

سالانہ تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس اور فقید المثال جلوس چناب نگر کی مکمل روداد آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں (ادارہ)

''بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست''

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

سیرت اور مدحت میں فرق ہے سیرت نام ہے اعمال کا، معاملت واخلاق کا۔ رخِ پرانوار کا بیان منقبت ہے، نبی کی زلفوں کا بیان اور کالی کملی کی توصیف، مدح ومنقبت کے زمرے میں آتی ہے۔ سیرت کا معنیٰ ہے چال ڈھال، آپ کا سونا جاگنا، صبح اٹھنا، بول وبراز سے فارغ ہونا، وضو، نماز، گھر سے نکلنا، بازار جانا، ازواج مطہرات سے سلوک، عام لوگوں سے ملنے جلنے کا رویہ، سماجی رویہ، قومی رویہ اور دینی جذبہ۔ میں یہیں سے شروع کرتا ہوں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ہاتھ ملاتے تو اس وقت تک اپنا ہاتھ نہ کھینچتے جب تک کہ دوسرا آدمی اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے ملتے تو متبسم چہرے کے ساتھ، مسکراہٹیں آپ کے رخِ انور پر پھیلی رہتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملنے جلنے والوں میں یوں گھل مل کر تشریف فرما ہوتے کہ اجنبی آنے والا آکر پوچھتا: اَیُّکُمْ مُحَمَّدٌ ''تم میں محمد کون ہے'' آپ اپنی محفل میں کوئی ٹھاٹھ یا امتیاز پیدا نہ کرتے۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً مال جمع نہ کرتے، مال جمع کرنا آپ کو پسند ہی نہ تھا۔ ایک دفعہ آپ مغرب کی نماز پڑھانے مسجد میں تشریف لائے اور مُصلّے پر کھڑے ہو کر پھر گھر پلٹ آئے تھوڑی دیر بعد آپ تشریف لائے اور معمول کے مطابق مغرب کی نماز پڑھائی۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آج معمول کے برعکس ایک بات ہوئی، آپ تشریف لائے اور پھر واپس تشریف لے گئے۔ کیا بات تھی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عِنْدِیْ تِبْرًا مِّنْ ذَھَبٍ. میرے پاس سونے کا ایک ٹکڑا تھا، جب میں مصلّے پر کھڑا ہوا تو مجھے یاد آیا کہ میرے گھر میں تو سونے کا ٹکڑا رکھا ہے میں نے واپس آکر وہ صدقہ کیا اور پھر نماز پڑھائی۔ مجھے اللہ سے حیا آئی کہ میں مصلّیٰ پر اس طرح آجاؤں۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

صحابۂ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفاق کے مسئلہ پر جس طرح اتباع کی اس کی دو تین مثالیں عرض

کرتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل بہت دولت مند تھے اسلام لانے کے بعد انفاق فی سبیل اللہ سے ایک دفعہ یہ حال ہوا کہ ایک بوسیدہ کمبل باقی بچا جس سے پورا جسم لپیٹا ہوا تھا اور ببول کے کانٹوں سے اس کمبل کو ٹانکا ہوا تھا۔ آسمانوں سے جبریل امین علیہ السلام بارگاہِ مصطفوی میں حاضر ہوئے اور اللہ کا سلام محمد وابوبکر پر بھیجا اور کہا کہ اللہ پاک کہتے ہیں ابوبکر تم اس حال پر راضی ہو؟

''عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہیں تو میں بھی راضی ہوں'' صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی زوجیت میں آنے سے پہلے اس زمانہ میں لکھ پتی خاتون تھیں لیکن اسلام لانے بعد انفاق فی سبیل اللہ سے یہ عالم ہوگیا تھا کہ بعض اوقات رحمت کائنات کے گھر کے چولہے میں آگ نہ جلتی تھی۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہا

سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیس لاکھ دینار عطا کیے۔ سیدنا حسن نے دمشق سے مدینہ پہنچتے پہنچتے انفاق فی سبیل اللہ کے قانون پر عمل پیرا ہوتے ہوئے، بیس لاکھ دینار امت کے مستحق لوگوں میں بانٹ دیے۔ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم و رضی اللّٰہ عنہ

آج کل کے دنیا دار مولویوں اور پیروں کا یہ حال ہے کہ دولت کے پجاری بنے ہوئے ہیں، دولت کے انباروں پر شیش ناگ بنے کنڈلی مارے بیٹھے ہیں، سرمایہ داروں اور جاگیرداروں سے محبت کی صرف ایک قدر مشترک مال ہے مال! قطع نظر اس سے کہ وہ حلال ہے یا حرام! پجارو پر بیٹھ کر کوئی مرید آئے تو دنیا دار مولوی اور پیر ننگے پاؤں بھاگ کر اس کا استقبال کرتا ہے اور مجھ جیسا بے وسائل مرید کہیں ان کے ہتھے چڑھ جائے تو مطبخ کی لکڑیاں ڈھوتے ڈھوتے مرجاتا ہے اور پیر تسمہ پا کے دیدار اور اشیر واد تک سے محروم رہتا ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حدیث پاک میں ہے کہ

اَلنَّوُمُ وَالُمَوُتُ تَوُ أَمَانِ

''نینداور موت جڑواں ہیں''

دن بھر کی تبلیغ، تزکیہ اور عبادات سے تھک کر جب مربی انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لیے اپنے مقدس بستر پر تشریف لاتے تو قبلہ رو ہو کر لیٹتے تھے اور یہ مختصر سی دعا پڑھتے پڑھتے سو جاتے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ.

''اے اللہ! تیرے نام پر مرتا ہوں اور تیرے نام پر جیوں گا''

جب آدمی سوجاتا ہے تو گویا موت کی وادی میں اتر جاتا ہے اور صبح جب بیدار ہوتا ہے تو موت کے چنگل سے نجات پاتا ہے اور یہ سونا جاگنا عین فطرت ہے پھر فطرتِ سلیمہ کا ایک حسین تقاضا یہ بھی ہے کہ جس ذات نے موت کے دائرے سے باہر نکالا ہے اس کا شکر ادا کرنا بھی تو واجبات میں سے ہے۔ لہٰذا معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکر اٹھنے کی دعا بھی سکھائی جو سیرت مقدسہ کا ایک اہم پہلو ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَا تَنِیْ وَاِلَیْہِ النُّشُوْرِ.

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کے لیے جی اٹھنا ہے''

اس دعا میں فطرت کی عکاسی بھی ہے اور موت وحیات کا قصہ بھی، یعنی جس طرح آدمی سوکر اٹھتا ہے اسی طرح مرنے کے بعد بھی جی اٹھے گا، اور جیسے سوکر اٹھنے کے بعد معاملاتِ دنیا کے لیے گھر سے نکل کھڑا ہوتا ہے اسی طرح موت کے بعد زندہ ہوکر میدان محشر کے معاملات چکانے کے لیے قبر سے نکل کھڑا ہوگا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ

اور بہت سی دعائیں ہیں مثلاً یہ ایک دعا ہے جو آپ نے سیدنا عبداللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی:

''اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ، رَبَّ کُلِّ شَیْئٍ وَمَلِیْکَہٗ، اَشْھَدُ اَنَّ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ.''

> ''اے اللہ! آسمان وزمین کو بنا نکالنے والے، ظاہر و پوشیدہ کو جاننے والے ہر چیز کے رب اور اس کے مالک میں گواہی دیتا ہوں کوئی عبادت کے لائق نہیں مگر تو، میں تیری پناہ لیتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کی مشرکانہ چالوں سے''

کیسی عظیم الشان اور جامع دعا ہے اس میں توحید، ربوبیت، ملکیت، علم الٰہی، نفس کا بہکاوا ابلیس کا شر وفساد سب کا ذکر ہے اللہ کی بے پناہ طاقت میں پناہ لینے کا جو حسین پیرایۂ بیان ہے وہ بے مثال ہے زبان ودل سے اللہ کی وحدانیت اور طاقت کے اظہار واقرار کے بعد اس کی پناہ کی طلب ایک سچے بندے کی طلب وآرزو ہے۔ کیا جامع تعلیم وتربیت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک تو دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے اور آپ کی ہر ادا واجب العمل ہے، گھر سے نکلنا بھی ایک عمل ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل میں کرامت کا ایک پہلو شامل کرکے اسے دین بنادیا، آپ جب بھی گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

''میں بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر اور اپنے اور کائنات کے تمام امور اللہ کو سونپتا ہوں''

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں داخل ہوتے تو بازاری قباحتوں، رذالتوں اور بازاری حالت سے محفوظ و مامون رہنے کے لیے پڑھتے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ یُحۡیِیۡ وَیُمِیۡتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡئٍ قَدِیۡرٌ.

''کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ واحد و لاشریک ہے، تمام کائنات اسی کی ملکیت ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں وہ زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''

بازار میں رہنے والے لوگوں کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ دکان، مال تجارت ان کی ملکیت ہے اس کلمۂ توحید میں اس کی نفی پائی جاتی ہے، بازاری لوگ دنیا کے گورکھ دھندے میں پھنس کر یہ یقین کر بیٹھتے ہیں کہ یہ دنیا اور اس کی بہار اب ہمیشہ کے لیے انہی کے قبضہ میں ہے اس یقین کو زائل کرنے کا عظیم پہلو بھی اس کلمۂ توحید میں موجود ہے۔ اور دنیا کے نقش فانی کا یقین مٹا کر اللہ پر یقین جمانے کا مضمون بھی اس کلمۂ مبارکہ میں موجود ہے، بازار میں جانا لوگوں کا معمول ہے مگر یہ معمول خالص حیوانی جذبوں کا مظہر ہے۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معمول کو مُطہر کر دیا اور حقیر جذبوں کے اس معمول کو عظیم رویے اور جذبے سے مزین کر دیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

مُعلم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ نے انسانوں کی کایا پلٹ دی آپ نے فرمایا:

بُعِثۡتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الۡاَخۡلَاقِ

''میں اسی لیے بھیجا گیا ہوں تاکہ اخلاق کو ان کی بلندیوں تک پہنچادوں''

انسانی رویوں، انسانی جذبوں کی جبلی اور حیوانی حالت کو خالص انسانی صورت آپ نے بخشی۔ جن عادتوں کا ذکر کیا ہے یہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے پہلے بھی موجود تھیں، آج بھی ہیں مگر بلند نہیں پست تھیں اور پست ہیں۔ ان عادات و اخلاق میں بلندی اس وقت تک نہیں آسکتی جب تک سیرت طیبہ کے یہ مقدس اعمال، اعلیٰ رویے اور پاکیزہ جذبے انہی عادات و اخلاق میں بنیادی حیثیت حاصل نہیں کر لیتے۔

اللہ تعالیٰ مجھے، آپ کو اور پوری امت کو اَحۡکَمُ النَّاسِ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کر کے سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی تمام بولہبی است

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دکھا کر عمیر نے پوچھا کہ......اسے پہچانتے ہو؟ صفوان سمجھ گیا کہ کس کی چادر تھی۔ مگر منہ سے وہ کچھ نہ بولا۔ عمیر بن وَہَب نے اس چادر کو فرطِ عقیدت سے چوما، آنکھوں سے لگایا۔ پھر بتایا کہ یہ ردائے مبارک جمیل الشیم، شفیع الامم، صاحبِ الجودِ والکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے......صفوان! تم بڑے خوش نصیب ہو کہ اللہ کے رسول نے یہ چادر عنایت فرما کر تمھیں امان دی ہے۔ صفوان بن اُمیّہ پونڑوں کا رئیس تھا۔ بت پرستی اور رنگ رلیوں میں اس کا دل خوب ٹھکتا۔ اسلام سے اسے بیر تھا۔ یہ دشمنی اس وقت اور بھی بڑھی جب جنگِ بدر میں اس کا باپ اُمیّہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ پھر تو اس کے سینے میں وہ آگ بھڑکی وہ آگ بھڑکی کہ وہ شہِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے جلنے لگا اور آپ کی جان کے درپے ہوگیا۔ بڑی کوششوں سے اس نے عمیر بن وَہَب کو ملا لیا۔ زہر میں بجھا ہوا ایک خنجر اسے فراہم کیا۔ بہت سا زرِنقد دیا۔ اس کے بال بچوں کی پرورش کا ذمہ لیا اور اسے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ مدینۃ النبی میں کچھ دن کے لیے جارہے گا۔ اور موقع ڈھونڈ کر خاکم بدہن......رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ناپاک خنجر کا نشانہ بنائے گا۔

انسانی جان کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار خبردار کیا ہے کہ محض دشمنی کی بنا پر یا مال و دولت کے لیے بھی کبھی کسی کی جان نہ لینا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ نماز کے بعد سب سے پہلے خون کے دعوے پیش ہوں گے۔ اگر کسی نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا اس نے ایک پوری نسل کو ختم کردیا ایک جگہ ارشاد ربانی ہے کہ:

لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ.

کسی جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کردیا ہے ناحق قتل نہ کرنا۔

جو لوگ خاندان یا سیاسی جھگڑوں کسی اشتعال یا حرص و ہوس کی بنا پر اللہ کے بندوں کی جان لیتے ہیں وہ سخت ظالم اور بدذات ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے توبہ کے دروازے اس نے سب پر کھلے رکھے ہیں لیکن قاتل پر توبہ کے دروازے بند ہیں۔ اس لیے اپنے گناہ تو وہ معاف کردیتا ہے لیکن بندوں کے آزار وہ معاف نہیں کرتا۔ سننِ ابن ماجہ میں ہے ایک موقع پر ارشادِ نبوی ہوا کہ:

ایک مسلمان کے ناحق مارے جانے کے مقابلے میں اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا مٹ جانا زیادہ آسان ہے۔

اس سے بڑھ کر خونِ انسانی کا احترام اور کیا ہوگا؟

طبقاتِ ابنِ سعد میں ہے کہ عمیر بن وَہَب مدینہ پہنچے اور کچھ دن وہاں رہے۔ تو ان کے دل کی کیفیت ہی بدل گئی ایک بار چہرۂ انور پر نگاہیں کیا پڑیں کہ دل روشن ہوگیا۔ انہوں نے زہریلا خنجر جانے کہاں پھینک دیا۔ دوڑے دوڑے مسجدِ نبوی پہنچے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کرلی۔ بیعت ہی نہیں کی بلکہ اپنی آمد کی ساری تفصیل بھی کہہ سنائی۔ آپ مسکراتے ہوئے سب کچھ سنتے رہے۔ غم وغصے کا ذرا اظہار نہ کیا۔ ہجرت کے آٹھویں سال اللہ کے رسول فتحِ مکہ کے لیے نکلے تو عمیر بن وَہَب بھی ہم رکاب تھے۔ یہاں پہنچ کر رحمتِ عالم نے اہلِ مکّہ کو امنِ عام عطا فرمایا۔ اس طرح اُمّتِ مسلمہ کو سبق دیا کہ سیاسی جھگڑے ہوں یا عقائد ونظریات کے بکھیڑے اگر عفو ودرگزر سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

صفوان بن اُمیہ اور اس کے بہت سے ساتھی اسلامی لشکر کو دیکھ کر ہی مکہ سے فرار ہوگئے تھے۔ عام معافی کے باوجود ان گنہگارانِ ازلی کو ہمت نہ پڑتی تھی کہ لوٹ آتے۔ عمیر بن وَہَب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر عرض کیا کہ...... یارسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ صفوان میرا دوست ہے وہ مارے ڈر کے مکّہ چھوڑ کر جدہ چلا گیا ہے۔ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے دوست کو بلالو! میں نے اسے امان دی، عمیر یہ سن کر نہال ہوگئے۔ عرض کیا کہ...... یا حبیب اللہ! کوئی نشانی عطا ہو کہ اسے دیکھ کر صفوان کو اپنی جاں بخشی کا یقین آجائے۔ اللہ کے رسول نے اپنے جسمِ اطہر سے چادر اتار کر اُنہیں عنایت فرمائی، عمیر دونوں جہاں کی یہ دولت سمیٹ کر سیدھے جدہ پہنچے اور صفوان کو اس کی زندگی کی سب سے بڑی خوش خبری سنائی۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ صفوان جدّے سے لوٹا تو سیدھا خدمتِ نبوی میں پہنچا۔ عرض کیا کہ...... مجھے آپ دو مہینے کی مہلت دیں تو میں سوچ لوں کہ مجھے کیا کرنا ہے؟

استیعاب میں ہے کہ ارشادِ نبوی ہوا کہ...... تمہیں چار مہینے کی مہلت ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اسے مہلت دی بلکہ جنگ حُنین سے لوٹتے ہوئے اسے سو اونٹوں کا فیاضانہ عطیہ بھی دیا تاکہ اسے یقین ہوجائے کہ آپ کے دل میں اس کے خلاف ذرا بھی میل نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے دین میں زور اور زبردستی ہے ہی نہیں۔ اگر مسلمانوں نے جبر واکراہ سے کام لیا ہوتا تو سات سو برس حکمرانی کرنے کے بعد آج بھارت میں ایک ہندو دکھائی نہ دیتا۔ ہسپانیہ کی مثال دنیا کے سامنے ہے وہاں بھی ہم نے کوئی آٹھ سو برس تک حکمرانی کی مگر مقامی آبادی کی نسل کشی کا خیال کبھی ہمارے دل میں نہ آیا اور جب ہماری بازی پلٹی تو انہی ناشکروں نے مسلمانوں کے خون سے ایسی ہولی کھیلی کہ آج ہسپانیہ

میں ایک مسلمان نہیں ملتا۔ ہمیں رنگ ونسل، زبان ومذہب کے نام پر کسی طرح کیا تعصب روا رکھنے کا حکم نہیں، اسلام نے محبت اور عافیت کا پیام عام کیا ہے۔ اللہ کے رسول کا اسوۂ حسنہ یہی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے صفوان بن اُمیّہ بت پرستی پر قائم رہا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کا ضمیر اسے ڈسنے لگا اور زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ وہ ایمان لے آیا کیونکہ اسے رؤف ورحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لطف وکرم بھولتا نہ تھا۔

حکمت اور دل آویزی سے دنیا والوں کو اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور پیار وسلیقے کے ساتھ بات سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرو۔ سورۃ النحل میں یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اس ارشاد کا کیا کہنا۔ اصلاح کا اس سے بہتر کوئی اور طریقہ ممکن ہی نہیں۔ اس لیے اس نے اپنے رسولوں کو حکمت اور دل آویزی عطا فرمائی اور اپنے نبی آخر الزماں کو اس کا بہترین نمونہ بنایا۔

''میری باتیں انہیں بھی پہنچادو جو میری مجلسوں میں حاضر نہیں''

صحابۂ کرام سے یہ معلم کتاب وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے۔ شمعِ نبوی کے پروانوں نے بڑے اہتمام سے یہ باتیں دوسروں تک پہنچائیں۔ یہ کام آج بھی جاری ہے اور رہتی دنیا تک جاری رہے گا۔ یہی فطرت کا تقاضہ بھی ہے۔

تبلیغ کا فریضہ مسلمانوں نے بھلا دیا حالانکہ ہر مسلمان پر اس کی ذمہ داری ہے۔ جہاں اس طرح سچی اور اچھی بات عام ہوتی ہے وہاں ہر مسلمان کی اپنی واقفیت بھی بڑھتی ہے۔ دینی علوم سے بھی اور اللہ کے بندوں سے بھی۔ بڑی خوشی کی بات ہے کہ نوجوانوں میں اب یہ خیال جاگ رہا ہے۔ ترقی یافتہ دنیا کی سوسائٹی میں بیٹھ کر ان کا یہ خیال اور بھی بڑھ گیا ہے۔ یہ بڑا نیک فال ہے، اسلام بڑا سائنٹیفک مذہب ہے۔ اس نے ہمیں ازلی اور ابدی اصول دیے ہیں۔ معروف اور منکر ہمارے سن میل ہیں......اچھائیوں کو لے لو اور برائیوں کو چھوڑ دو۔ کسے اس بات سے انکار ہوگا؟ دنیا کے کسی خطے کا کوئی آدمی قیامت تک اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ یہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ہماری ثقافت کے نشان جانے کہاں کہاں ڈھونڈے جا رہے ہیں۔ کاش! بھلے مانس سمجھ لیتے کہ ہماری ثقافت ہے......اسوۂ حسنہ

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

آخری قسط

تاریخ وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

پہلی قسط میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ۹رذی الحجہ۱۰ھ کو ''جمعہ'' کا دن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ربیع الاوّل ۱۱ھ میں ''پیر'' کے دن واقع ہونا تسلیم کر لینے کے بعد کسی حساب سے بھی ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۱ھ کو پیر کا دن نہیں آتا۔ لیکن امام ابن کثیر نے ابوالقاسم السہیلی کے اس دعوی کے جواب میں فرمایا ہے کہ:

> ''اور ایک جماعت نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اس کا جواب صرف ایک ہی طریق سے دینا ممکن ہے اور وہ یہ کہ مطالع میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس طرح ممکن ہے کہ اہلِ مکّہ نے ذوالحجہ کا چاند جمعرات کی شب کو دیکھا ہو اور اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کے قول سے ہوتی ہے کہ ذوالحجہ کی پانچ راتیں باقی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے حجۃ الوداع کے لیے نکلے۔''

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس سے متعین ہو جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے روز نکلے اور ابن حزم کا خیال درست نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے روز نکلے کیونکہ اس طرح بلا شک وشبہ پانچ سے زیادہ راتیں باقی رہتی ہیں اور جمعہ کے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔''

پس متعین ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہفتہ کے روز نکلے جب کہ ذوالقعدہ کی پانچ راتیں باقی رہتی تھیں۔ اس لحاظ سے اہلِ مدینہ نے ذوالحجہ کا چاند جمعہ کی رات کو دیکھا اور جب اہلِ مدینہ کے نزدیک یکم ذوالحجہ جمعہ کو ہوا اور اس کے بعد مہینوں کو پورا شمار کیا جائے تو یکم ربیع الاوّل جمعرات کو ہوگی اور ۱۲ر ربیع الاوّل کو سوموار ہوگا۔

(البدایہ والنہایہ اردو، جلد: ۵، ص: ۴۴۳، مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی)

امام ابن کثیر نے ''اختلافِ مطالع'' اور ''حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا'' کا سہارا لے کر اگرچہ ۱۲ر ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن ثابت کر دیا ہے لیکن یہ محض ایک مفروضہ ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اس ''جواب'' کو تسلیم کرنے کی صورت میں ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرّم اور صفر یعنی چار مہینے مسلسل تیس تیس دن کے شمار کرنا ہوں گے جبکہ علماء

اور ماہرین فلکیات کی تصریح کے مطابق ایسا ہونا بعید ترین بلکہ ممتنع ہے۔اس کی صورت ملاحظہ فرمائیں:

یکم ذی قعدہ،	بدھ	کامل مہینہ(تیس دن کا)	
یکم ذی الحجہ،	جمعہ	کامل مہینہ(تیس دن کا)	
یکم محرّم،	اتوار	کامل مہینہ(تیس دن کا)	
یکم صفر،	منگل	کامل مہینہ(تیس دن کا)	
یکم ربیع الاوّل،	جمعرات	کامل مہینہ(تیس دن کا)	بارہ ربیع الاوّل پیر

مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے واشگاف الفاظ میں لکھا ہے کہ:

’’بعض نے اختلاف مطالع کی تاویل کی ہے جو بالکل باطل ہے‘‘(ربیع الاوّل میں جوشِ محبت، ص:۹)

جہاں تک اختلافِ مطالع کا تعلق ہے تو وہ مکّہ اور مدینہ پر ہرگز صادق نہیں آتا۔اس دور میں ’’رؤیت ہلال‘‘ کا پُرتکلف اہتمام ہی نہیں کیا جاتا تھا۔چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

’’عہدِ رسالت میں پھر خلافتِ راشدہ قرونِ خیر میں کہیں نظر سے نہیں گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے اتنا اہتمام فرمایا ہو کہ لوگوں کو ان پہاڑوں کے کسی اونچے مقام پر چڑھ کر چاند دیکھنے کے لیے بھیجا ہو، اس طرح اس عہد مبارک میں اگر ہوائی جہاز اور ریڈیو، ٹیلی فون نہ تھے تو تیز رفتار سانڈنیاں موجود تھیں مگر حکیم الحکماء نے اس کو بھی پسند نہ کیا۔‘‘(آلاتِ جدیدہ، ص:۱۷۴)

جب موقع پر موجود ہونے کے باوجود یہ کچھ اہتمام نہ تھا تو اختتام سے قبل روانہ ہو کر، مناسک حج ادا کر چکنے کے تقریباً ایک ماہ بعد اختتام ذی الحجہ سے ایک ہفتہ قبل مدینہ منوّرہ پہنچ کر ذی الحجہ کے چاند کے طلوع کے بارے میں کیوں کر تحقیق کی ہوگی؟ امام ابن کثیر نے اس ’’مفروضہ‘‘ پر کوئی دلیل بھی پیش نہیں فرمائی کہ مدینہ منوّرہ میں یکم ذی الحجہ کو ’’جمعہ‘‘ کا دن تھا جبکہ مکّہ مکرّمہ میں جمعرات کا دن۔اس مفروضہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر ہر شہر کے لیے الگ الگ تاریخ مرتب کرنا پڑے گی۔موصوف کے اس جواب کی اہمیت اہلِ علم پر خوب واضح ہے۔ایسا جواب کسی مؤقف کی تائید میں ہرگز پیش نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ موصوف خود امام سہیلی کے اعتراض کو اہم قرار دے رہے ہیں، علماء کے جوابات سے مطمئن بھی نہیں ہیں۔اس کے بعد خود ایک مفروضہ پیش کر رہے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جائے...... پھر انہوں نے جس حدیث کو اپنی تائید میں پیش کیا اس سے استدلال بھی درست نہیں ہے(اس پر بحث آگے آرہی ہے) لہٰذا یہ مفروضہ دیگر روایات اور حقائق کے مقابلہ میں قابلِ تسلیم نہیں ہے۔اس تمہید کے بعد ’’اختلافِ مطالع‘‘ کی حقیقت ملاحظہ فرمائیں:

’’مطلع‘‘ کے معنی چاند کے طلوع ہونے کی جگہ کے ہیں۔اس طرح اختلاف مطلع کا مطلب یہ ہوا کہ دنیا کے

مختلف خطوں میں چاند کے طلوع ہونے اور نظر آنے کے الگ الگ مقامات۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ ایک جگہ چاند نمودار ہو اور دوسری جگہ نہ ہو۔ ایک جگہ ایک دن چاند نظر آئے اور دوسری جگہ دوسرے دن۔ یہ بات مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر ثابت ہو چکی ہے کہ دنیا کے مختلف علاقوں میں مطلع کا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ اس مطلع کا اختلاف معتبر بھی ہوگا یا نہیں؟ اگرچہ فقہاء کرام کے اس بارہ میں مختلف اقوال ہیں لیکن فطری اور منطقی بات یہی ہے کہ اختلاف مطالع تسلیم کرنا پڑے گا۔ مگر اس کی حد کیا ہوگی؟ اس کے متعلق علاّمہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ:

’’**و اقل ما اختلف المطالع مسیرۃ شھر کما فی الجواھر**‘‘ یعنی کم سے کم جس سے اختلاف مطالع واقع ہوتا ہے وہ ایک ماہ کی مسافت ہے جیسا کہ ’’جواہر‘‘ نامی کتاب میں ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے کہ ایک شہر والے چاند کو دیکھ لیں تو کیا تمام شہر والوں کے حق میں رؤیت لازم ہو جائے گی۔ اس میں اختلاف ہے۔ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ لازم نہیں ہوگی۔ اور قدوری میں ہے کہ اگر دو شہروں کے درمیان ایسا تفاوت ہے کہ مطلع تبدیل نہ ہوتا ہو تو اس صورت میں رؤیت لازم ہوگی۔

مولانا عبدالحی فرنگی محل ساری بحث سمیٹنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

’’عقل و نقل ہر لحاظ سے سب سے صحیح مسلک یہی ہے کہ ایسے دو شہر جن میں اتنا فاصلہ ہو کہ ان کے مطلع بدل جائیں جس کا اندازہ ایک ماہ کی مسافت سے کیا جاتا ہے اس میں ایک شہر کی رؤیت دوسرے شہر کے لیے معتبر نہیں ہونی چاہیے اور قریبی شہروں میں جن کے مابین ایک ماہ سے کم کی مسافت ہو تو ایک شہر میں رؤیت دوسرے شہر کے لیے لازم ہوگی۔‘‘ (مجموعۃ الفتاویٰ علی ھامش خلاصۃ الفتاویٰ، جلد: اوّل ص: ۲۵۶)

مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تحت منعقدہ ۳، ۴ رمئی ۱۹۶۷ء مختلف مکاتبِ فکر کے علماء اور نمائندہ شخصیتوں نے مل کر اس مسئلہ کی بابت جو فیصلہ کیا تھا وہ حسبِ ذیل ہے:

۱۔ نفس الامر میں پوری دنیا کا مطلع ایک نہیں ہے بلکہ اختلاف مطالع مسلّم ہے۔ یہ ایک واقعاتی چیز ہے اس میں فقہاء کرام کا کوئی اختلاف نہیں ہے اور حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

۲۔ البتہ فقہاء اس باب میں مختلف ہیں کہ صوم اور افطارِ صوم کے باب کی تصریحات اور ان کے دلائل کی روشنی میں مجلس کی متفقہ رائے ہے کہ بلادِ بعیدہ میں اس باب میں بھی اختلاف مطلع معتبر ہے۔

۳۔ بلادِ بعیدہ سے مراد یہ ہے کہ ان میں باہم اس قدر دوری ہو کہ عادتاً ان کی رؤیت میں ایک دن کا فرق ہوتا ہو۔

۴۔ بلادِ قریبہ وہ شہر ہیں جن کی رؤیت میں ایک دن کا فرق نہیں پڑتا۔ فقہاء ایک ماہ کی مسافت کی دوری جو تقریباً ۵۰۰ یا ۶۰۰ میل ہوتی ہے بلادِ بعیدہ قرار دیتے ہیں اور اس سے کم کو بلادِ قریبہ۔

(بحوالہ جدید فقہی مسائل، جلد اوّل، ص: ۹۳۔ مؤلفہ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی)

اس توسّع کے باوجود اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا مکّہ اور مدینہ بلادِ بعیدہ میں شمار ہوتے ہیں بلادِ قریبہ میں؟ دنوں کے حساب سے یہ مسافت آٹھ دن ہے اور میلوں کے حساب سے زیادہ سے زیادہ تین سومیل (۴۵۰ کلومیٹر) صاف ظاہر ہے کہ یہ مسافت بلادِ بعیدہ میں ہرگز شامل نہیں۔ اس سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ مکّہ اور مدینہ کے مابین اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے خواہ ایک ماہ کی مسافت کا قول اختیار کیا جائے یا پھر چھے سومیلوں میں اسے شمار کیا جائے لہٰذا مکّہ اور مدینہ کی رؤیت دونوں شہروں کے لیے ایک ہی تصور ہوگی اور اسی پر آج بھی عمل ہو رہا ہے۔ اب جب دونوں شہروں کی رؤیت ایک ہی ثابت ہوگئی ہے تو پھر دونوں مقامات پر یکم ذی الحجہ کو جمعرات کا دن ہی تسلیم کرنا پڑے گا خواہ چاند مکّہ میں دیکھا گیا ہو یا مدینہ میں۔ اس لحاظ سے بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو مکّہ اور مدینہ میں ''پیر'' کا دن نہیں آ سکتا۔ علاوہ ازیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مفسّرین، محدّثین اور مؤرخین نے مکّہ ہی کی رؤیت کا اعتبار کرکے ۹ ذی الحجہ کو جمعہ کا دن قرار دیا ہے تو پھر ہمیں بھی ان ہی کی اتباع کر لینی چاہیے۔ یہ بحث تو مکّہ اور مدینہ میں اختلافِ مطالع کے اعتبار سے تھی جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ذی الحجہ کے چاند کی رؤیت مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہوئی۔ (اس کا ذکر آگے آ رہا ہے) اس طرح ۹ ذی الحجہ کو جمعہ کا دن ثابت ہو جانے کے بعد آٹھوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو ''پیر'' کا دن نہیں آتا۔ لہٰذا یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج سے فارغ ہوکر ۱۴ ذی الحجہ کو مکّہ سے روانہ ہوئے تھے اور ۲۰ ذی الحجہ کے بعد مدینہ پہنچے تھے پھر اگلے تینوں مہینوں کے چاند مدینہ میں ہی طلوع ہوئے اور وہیں وفات واقع ہوئی لہٰذا یہی حساب شمار کرنا پڑے گا۔

امام ابن کثیر نے اپنے ''مفروضے'' کی تائید میں جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اس سے مدینہ میں یکم ذی الحجہ کو جمعہ کا دن ''ثابت'' کیا ہے جو خلاف واقع ہے۔ اس صورت میں سو اشکال پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ ذی قعدہ کا مہینہ تیس دن کے علاوہ اگلے تین ماہ بھی تیس دن کے ہی تسلیم کرنے پڑتے ہیں جو ماہرین فلکیات کے نزدیک بعید ترین بلکہ ممتنع ہے۔ دوسرا اشکال یہ کہ اگر ذی قعدہ کو کامل مہینہ تصور کر کے یکم ذی الحجہ کو جمعہ کا دن قرار دیا جائے تو مکّہ میں دخول ''پیر'' کے دن واقع ہوتا ہے جبکہ یہ اتوار کا دن تھا۔ اگر ذی قعدہ کو ناقص مہینہ یعنی ۲۹ دن کا تسلیم کیا جائے تو حدیث کے ساتھ بھی کامل مطابقت ہو جاتی ہے نیز دخول مکّہ بھی اتوار کے دن ہی ثابت ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ سے کنگھی کرنے، تیل لگانے، تہ بند اور چادر پہننے کے بعد روانہ ہوئے پھر اگلے دن ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے یہاں تک کہ مقام بیداء میں پہنچے تو تلبیہ پڑھا اور اپنے جانوروں کی گردن میں قلّادہ ڈالا۔

''وَ ذٰلِکَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ فَقَدِمَ مَکَّۃَ لِاَرْبَعِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحِجَّۃِ. ''

اور یہ اس دن ہوا کہ ابھی ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے پھر ذی الحجہ کی چار راتیں گزرنے کے بعد مکّہ پہنچے۔

(صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب: مایلبس المحرم من الثّیاب......رقم الحدیث: ۱۵۴۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ سے نکلتے وقت ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے۔

''خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ''

(صحیح بخاری، کتاب المناسک، باب: ذبح الرجل البقر عن نسائہ من غیر امرھن، رقم الحدیث: ۱۷۰۹)

ان احادیث میں ''لَخَمْسٍ بَقِیْنَ '' کے الفاظ سے صحیح وقت کا تعین ہرگز مراد نہیں ہوسکتا کیونکہ مہینہ ناقص بھی ہوتا ہے اور کامل بھی۔ پھر مہینہ کے ختم ہونے سے پانچ دن پہلے اس قسم کا دعویٰ کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسی بات محض تخمیناً وانداز اً ہی کہی جاتی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جس میں ''چار'' کا عدد بھی آیا ہے۔

''وَ اَنَّہٗ خَرَجَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ اَوْ اَرْبَعٍ''

(فتح الباری، کتاب المغازی، باب: حجۃ الوداع، جلد ۸، ص: ۱۰۴)

اربابِ تاریخ و سِیَر کے مابین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ ولادت اور تاریخِ وفات کی طرح حجۃ الوداع کے لیے ''خروج من المدینۃ'' کی تاریخ کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

> ''اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ روانگی کی تاریخ کیا تھی؟ ۲۴، ۲۵، ۲۶/ ذی قعدہ تین قول ہیں اور اسی طرح دن کے متعلق بھی پنج شنبہ، جمعہ، شنبہ تین قول ہیں۔ جن میں سے جمعہ کا دن جن حضرات نے کہا ہے وہ صحیح روایات کے خلاف ہے۔ اس ناکارہ کے نزدیک ۲۵/ ذی قعدہ شنبہ کے دن روانگی روایات سے راجح معلوم ہوتی ہے۔'' (فضائلِ حج ص: ۱۶۵)

اکثر اربابِ تاریخ وسِیَر اور محققین نے ''ہفتہ'' کے دن ۲۵/ ذی قعدہ قول کو ترجیح دی ہے۔ ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد اردو، حصہ اوّل، ص: ۴۶۰۔ سیرت ابن ہشام اردو، ص: ۶۶۸۔ البدایہ والنہایہ، جلد: ۵، ص: ۱۱۲۔ زاد المعاد لابن قیّم، جلد: ۲، ص: ۱۰۲۔ روضۃ الاحباب مترجمہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب، جلد: ۲، ص: ۱۷۰۔ سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفہ: مولانا ادریس کاندھلوی، جلد: ۳، ص: ۱۴۹۔ نور البصر فی سیرت خیر البشر، مؤلفہ: مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاری، ص: ۱۳۳، اسوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ: ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی، ص: ۴۲۹۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، مؤلفہ: سید

ابوالحسن علی ندوی، جلد:۲،ص:۱۳۰۔ کشف الباری۔ کتاب المغازی، ص:۶۱۷۔ مؤلفہ: مولانا سلیم اللہ خان، ہادی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم، ص:۴۰۳، مؤلفہ: سید فضل الرحمٰن کراچی۔ السیر ۃ العالمی شمارہ نمبر ۹، ص:۱۰۱، تحت ''خطبہ حجۃ الوداع'' مضمون نگار پروفیسر ڈاکٹر نثار احمد، سابق رئیس کلیہ فنون وصدر شعبہ اسلامی تاریخ جامعہ کراچی، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد:۴، ص:۷۴۸، مؤلفہ: پیر محمد کرم شاہ ازہری وغیرہم۔

تاریخِ خروج من المدینہ ۲۵ رذی قعدہ کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ میں ۴ رذی الحجہ کو داخل ہوئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں ظہر کی نماز چار رکعت ادا کر کے روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر دو رکعت نماز عصر ادا فرمائی۔ رات یہاں قیام کر کے اگلے دن مختلف منازل ''الودحاء، الاثابہ، العرج، الابواء، عسفان اور سرف'' سے گزرتے ہوئے ۳ رذی الحجہ کی شام ''ذی طوی'' پہنچے۔ یہاں پر رات قیام کر کے صبح ۴ رذی الحجہ اتوار کے دن مکّہ میں داخل ہوئے۔

یہاں دو باتیں قابلِ غور ہیں:

اوّل یہ کہ مدینہ سے مکّہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ راتیں قیام پذیر رہے اور یہ سفر نہ تو تیز رفتار اور نہ ہی سست رفتار کے حساب سے ہے بلکہ یہ ایک درمیانی رفتار کے حساب سے ہے اور اسی سے خروج من المدینہ کا دن ہفتہ متعیّن ہوجاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ:

''کان دخوله صلّی اللّٰه علیه وسلّم مکة صبح رابعة کما ثبت فی حدیث عائشة و ذٰلکَ یوم الاحد و هٰذا یؤیّد ان خروجه من المدینة کان یوم السبت فیکون مکثهٔ فی الطریق ثمان لیال وهی المسافة الوسطٰی.'' (فتح الباری، جلد:۸، ص:۱۰۴)

دوسری بات یہ قابلِ غور ہے کہ ذی الحجہ کا چاند (جبکہ تقریباً تمام ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم سفر تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مدینہ میں طلوع ہوا یا مکّہ میں؟

مندرجہ بالا حوالے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دخولِ مکّہ سے تین منزل یا تین دن قبل ہی ذی الحجہ کا چاند طلوع ہو چکا تھا اور اس کی رویئت مکّہ و مدینہ کی الگ الگ رویئت کا مفروضہ ہرگز قابلِ تسلیم نہیں ہے۔ اس دلیل سے جہاں مدینہ سے خروج کا دن ہفتہ اور مکّہ میں دخول کا دن اتوار متعیّن ہوجاتا ہے وہاں خروج من المدینہ کی صحیح تاریخ ۲۵ رذی القعدہ بھی از خود ہی متعیّن ہوجاتی ہے جسے اکثر ارباب تاریخ وسِیَر نے اختیار کیا ہے۔ علاوہ ازیں مذکورہ تاریخ کو تسلیم کرنے کے بعد نہ مکّہ و مدینہ میں رؤیت الگ الگ ماننا پڑتی ہے اور نہ ہی اس سے حدیث ''لِخَمْسٍ بَقِیْنَ

مِنَ ذِی الْقَعْدَةِ...... '' کی خلاف ورزی لازم آتی ہے بلکہ خروج من المدینہ ہفتہ، دخولِ مکّہ اتوار، ۹/ذی الحجہ ۱۰ھ جمعہ اور یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ پیر کے ساتھ بھی کامل مطابقت ہوجاتی ہے۔ جبکہ امام ابن کثیر کے مفروضے کے تحت یعنی بارہ ربیع الاوّل ۱۱ھ کو تاریخِ وفات تسلیم کرنے کے نتیجے میں جہاں مکّہ و مدینہ میں خلافِ واقع ذی الحجہ کے چاند کی الگ الگ رؤیت ثابت ہوتی ہے وہاں مسلسل چار مہینوں کو کامل یعنی تیس دن کا بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اب تطبیق ملاحظہ فرمائیں:

۲۵/ذی قعدہ ۱۰ھ خروج من المدینہ بروز ہفتہ، ۲۶/ذی قعدہ اتوار، ۲۷/ذی قعدہ پیر، ۲۸/ذی قعدہ منگل، ۲۹/ذی قعدہ بدھ، (بشمول یوم خروج حدیث ''لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِن ذِی الْقَعْدَةِ'' کے ساتھ مطابقت) یکم ذی الحجہ (مکّہ و مدینہ میں) جمعرات، ۲/ذی الحجہ جمعہ۔ اس صورت کو تسلیم کر لینے کے بعد کسی اعتبار سے بھی ۱۲/ربیع الاوّل ۱۱ھ کو پیر کا دن نہیں آتا۔ لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ وفات ''اقویٰ، ارجح، اور اصح'' قول کے مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ ہے۔

اس تفصیل کے باوجود یکم ربیع الاوّل تاریخِ وفات ہونے پر راقم الحروف کا ہرگز کوئی اصرار نہیں ہے کیونکہ یہ ایک تاریخی اور علمی نوعیّت کا مسئلہ ہے جس کا عقیدے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے البتہ علمائے کرام سے درخواست ہے کہ وہ ۱۲/ربیع الاوّل کو ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کی بدعات ومنکرات کا رد کرتے ہوئے اس تاریخ کو قطعی اور متفقہ طور پر ''تاریخِ وفات'' قرار نہ دیں بلکہ بدعات کی تردید کتاب وسنّت ہی کی روشنی میں کریں۔

☆......☆......☆

آیتِ اکمالِ دین

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (المائدہ:۳)
میں نے آج کے دن تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

تفسیر صافی ص ۱۲۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ آنحضور ﷺ نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے دن حضرت علیؓ کو امام مقرر فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ ان دونوں معصوموں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آخری فریضہ تھا جس کے بعد کوئی فریضہ نازل نہیں ہوا اور کافی میں امام محمد باقر سے یوں منقول ہے کہ ایک فریضہ دوسرے کے بعد نازل ہوتا رہا۔ ولایت سب سے آخری فریضہ تھا جس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ ''الیوم اکملت لکم دینکم'' تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں بھی قریب یہی مضمون ہے۔

(القرآن المبین۔ تفسیر المتقین ص ۱۳۸۔۱۳۹۔ حمایت اہل بیت وقف ریلوے روڈ لاہور)

شیعہ مفسر سید فرمان علی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:

جب حضرت رسول ﷺ آخری حج سے فارغ ہو کر مدینہ کو واپس چلے تو راستہ میں اٹھارہویں ذی الحجہ کو غدیر خم میں تاکیداً یہ حکم ہم نے تمہارے پاس بھیجا ہے اسے پہنچا دو۔ آپؐ نے فوراً لوگوں کو روکا اور مجمع کثیر کے سامنے ایک خطبۂ طولانی کے بعد حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ. اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ'' میں جس کا حاکم ہوں علیؓ اس کا حاکم ہے خدایا جو اسے دوست رکھے اسے دوست رکھ اور جو اسے دشمن رکھے اسے دشمن رکھ اور جو اس کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو اسے ذلیل کرے اسے ذلیل کر۔

اس کے بعد لوگوں نے مبارک باد دی چنانچہ حضرت عمر نے بھی کہا اے علیؓ مبارک ہو کہ آپ ہمارے اور کل مومن و مومنہ کے حاکم ہوئے۔ دیکھو مشکوٰۃ۔ جب یہ سب ہو چکا تو حضرت جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ دیکھو تفسیر درمنثور ملا جلال الدین سیوطی جلد ۲ ص ۲۰۹ مطبوعہ مصر۔

(القرآن الحکیم ص ۱۲۷ ترجمہ وتفسیر از سید فرمان علی مطبوعہ چاند کمپنی کشمیری بازار لاہور)

سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھتے ہیں کہ:

اعلان غدیرخم جس کے اوّل وآخر میں دوآیتیں نازل ہوئیں ایک میں کہا گیا ہے کہ اگر یہ حکم مسلمانوں تک نہ پہنچایا تو کارتبلیغ رائیگاں جائے گا۔

اوراعلان کے بعد آیت اتری کہ آج نعمتیں تمام ہوگئیں، دین کامل ہوگیا، اسلام خدا کا پسندیدہ دین ہوگیا۔ اگر رسالت مآب ﷺ سب کچھ کرتے اور اپنے بعد امامت کی ہدایت اور دین خدا کی ذمہ داری کسی کو نہ دیتے تو ساری محنت ضائع ہوجاتی اور جس کا جی چاہتا مدعی بن بیٹھتا۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد۸ ص۱۰۰۹۔۱۰۱۰)

معروف بین الاقوامی شیعہ سکالر علامہ محمد التیجانی السماوی لکھتے ہیں کہ:

شیعوں کے یہاں اجماع ہے کہ جب رسول خدا نے غدیر خم میں حضرت علیؑ کی خلافت کا اعلان کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ روایت عترت طاہرہ کے ائمہ سے مروی ہے اور اسی لئے شیعہ امامت کو اصول دین میں شمار کرتے ہیں۔ (موصوف اس روایت کی تائید میں کتب اہل سنت کے حوالہ جات دینے کے بعد لکھتے ہیں) ان تمام باتوں کی وجہ سے علمائے اہل سنت کے لئے ضروری ہے کہ صحابہ کرامؓ کی عزت وآبرو بچانے کے لئے اس آیت کو کہیں اور فٹ کریں ورنہ اگر انہوں نے تسلیم کرلیا کہ یہ آیت غدیر خم میں نازل ہوئی ہے تو درپردہ اس بات کا اعتراف ہوگا کہ ولایت علیؑ ہی وہ شے ہے جس کی بناء پر دین کو کمال عطا کیا گیا اور مسلمانوں پر نعمت تمام کی گئی اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت بخار بن کر اڑ گئی، صحابہ کی عدالت کی نیا ڈوب گئی، خلافت اور اس کے اجتہادات کے مدرسے منہدم ہوگئے، بہت سی مشہور حدیثیں اس طرح پگھل گئیں جیسے پانی میں نمک، اصحاب مذاہب اور ان کے ائمہ ''ھباء ا منثورا'' ہوگئے، بہت سے رازوں سے پردے اٹھ گئے، بہت سی پوشیدہ باتیں ظاہر ہوگئیں، ہوا میں کھڑی کی گئی بلند وبالا عمارت ڈھ گئی۔

(لَاَکُوْنَ مَعَ الصَّادِقِیْنَ، مترجمہ از حجۃ الاسلام مولانا روشن علی نجفی ''میں بھی سچوں کے ساتھ ہوجاؤں'' ص۱۰۵،۱۰۶)

الیوم اکملت ...... مکمل آیت نہیں ہے بلکہ ایک طویل آیت کا ایک حصہ ہے جس میں حرام جانوروں کے احکام بیان کر کے کہا گیا ہے کہ

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَ اخْشَوْنِ. (المآئدہ:۳)

آج مایوس ہوگئے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا تمہارے دین سے۔ سو نہ ڈرو تم ان سے اور ڈرو مجھ سے۔

یہاں ''الیــــوم'' سے مراد کوئی معین دن نہیں ہے بلکہ وہ زمانہ ہے جس میں یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ سورۃ مائدۃ تمام تر اسلام کے تکمیلی دور کے احکام وہدایات پر مشتمل ہے۔ کفار کے اس دین سے مایوس ہوجانے کا مطلب یہ ہے کہ اب تک تو وہ اس امید میں رہے کہ وہ اسلام کو یا تو مغلوب کرلیں گے یا کچھ لو اور کچھ دو کے اصول پر کوئی سمجھوتہ کرلیں گے لیکن اب انہوں نے دیکھ لیا کہ دونوں کے راستے جدا ہوگئے ہیں اور اب دونوں کے مل بیٹھنے کی کوئی

صورت باقی نہیں رہی ہے۔قدرتی طور پر اس چیز نے ان کو اسلام اور مسلمانوں سے آخری درجے میں مایوس کردیا۔

اس کے بعد فرمایا **الیوم اکملت لکم دینکم**......

تکمیل دین سے مراد اصل دین کی تکمیل ہے اور اتمام نعمت سے مراد اس آخری شریعت کا اتمام ہے۔ جہاں تک اصل دین کا تعلق ہے اس کا آغاز تو حضرت آدمؑ سے ہوا ہے زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ، حالات اور حکمت الٰہی کے تقاضوں کے مطابق مختلف انبیاء و رسل پر اترتا رہا یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ پر یہ کامل ہوگیا۔

اس سے پہلے جو دین آئے وہ اسی دین کے اجزاء تھے ان کی حیثیت پورے دین کی نہیں تھی پورے دین کی حیثیت صرف دین اسلام کو حاصل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ سلسلہ نبوت کی آخری کڑی اور اس قصر دین کی آخری اینٹ ہیں۔

جہاں تک اس آخری امت پر اللہ کی نعمت کا تعلق ہے تو اس کا آغاز غار حرا کی پہلی وحی سے ہوا اور تئیس (۲۳) سال کی مدت میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا اتمام فرمایا، گویا کہ اس مرحلہ پر آ کر ایک طرف اللہ کا دین بھی اپنے کمال کو پہنچ گیا اور دوسری طرف اس امت پر اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی پوری ہوگئی۔اسی کا مجموعی نام اسلام ہے جو ہمیشہ سے اللہ کا دین ہے اور جو حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسماعیلؑ کی وراثت کی حیثیت سے نبی امی اور ان کی امت کو منتقل ہوا۔

ورضیت لکم الاسلام دینا میں اس دین کے لئے اللہ تعالیٰ کی پسندیدگی اور انتخاب کا اظہار ہے۔اس پسندیدگی کے اظہار سے بالواسطہ یہودیت اور نصرانیت کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار بھی ہوگیا کہ وہ اللہ کے دین نہیں بلکہ دین سے انحراف کی مختلف شکلیں ہیں۔(تدبر قرآن جلد دوم ص ۴۵۷، ۴۵۸۔ملخصاً)

اہل تشیع کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں ہے کہ آیت اکمال دین غدیر خم کے مقام پر حضرت علیؓ کی امامت کے اعلان کے بعد نازل ہوئی۔امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ:

یہودیوں نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ:

انکم تقر ؤن اٰیة، لو نزلت فینا لا تخذنا ھا عیدا. فقال عمر انی لَاَعْلَمُ حیث انزلت و این انزلت و این رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین انزلت، یوم عرفة وانا واللّٰہ بعرفة.

یہ آیت جو تم پڑھتے ہو اگر ہمارے ہاں نازل ہوتی تو ہم اس کے یوم نزول کو یوم العید بنا لیتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے وہ دن بھی معلوم ہے، جگہ بھی معلوم ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی تھی یعنی عرفہ کا دن تھا اور اللہ کی قسم ہم عرفہ میں تھے۔

(صحیح بخاری۔کتاب التفسیر سورۃ المائدہ، باب: **الیوم اکملت لکم دینکم**)

محدثین اور اہل سیر کا اتفاق ہے کہ یوم عرفہ جمعہ کا دن تھا۔اس تفصیل سے یہ ثابت ہوگیا ہے کہ اہل تشیع کا آیت اکمال دین سے اپنے مزعومہ ائمہ کی امامت کی تکمیل مراد لینا اور اس آیت کا نزول ۱۸ ذی الحجہ کو غدیر خم کے مقام پر بتانا دونوں دعوے باطل اور کذب پر مبنی ہیں۔

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اُن کی چشمِ عنایت ہوئی ملتفت
مجھ سے عاصی کو اُن کا پیام آگیا
عمر بھر کے ترستے ہوئے رِند کو
بادۂ عشق و مستی کا جام آگیا

مدتوں بعد اذنِ حضوری ملا
میری قسمت کا تارا گیا اَوج پر
کچھ گناہوں کو آنسو بہا لے گئے
کچھ میرا جذبِ صادق بھی کام آگیا

صحنِ مسجد بنا جلوہ گاہِ نبی
دست بوسی کا اعزاز بخشا گیا
ایک ذرہ بنا رشکِ شمس و قمر
بادشاہوں کی صف میں غلام آگیا

مُہر بہ لب، دل پہ جنوں
اور آنکھیں بھی حیرت کی تصویر تھیں
یوں ہوئے محوِ دیدار ہم دوستو!
راہِ الفت میں یہ بھی مقام آگیا

میرے کام و دہن کو حلاوت ملی
آنکھیں روشن ہوئیں، قلب مسرور ہے
روح مخمور ہے، بخت بیدار ہے
میرے لب پہ محمد کا نام آگیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیۂ مبارک

کامل الٰہ آبادی

میانہ قد، سفید و سرخ، جسم سرورِ عالم ۔۔۔ کشادہ سینۂ اقدس، گداز نرم و مستحکم
بلند و بالا وہ لوحِ جبیں شفّاف و نورانی ۔۔۔ مہ و خورشید کو ہے جس کے آگے سخت حیرانی
رَوِش تھی ناف تک وہ سینے سے بالوں کی پتلی سے ۔۔۔ کہ جیسے چاند کی آغوش میں ہو شاخ سنبل کی
جُھکی پلکیں بڑی آنکھیں نشیلی اور شرمیلی ۔۔۔ سفیدی میں مِلی سرخی منوّر اور چمکیلی
حسین و دل رُبا و خوبصورت اور خدا دیدہ ۔۔۔ بِروں پر سرمۂ سورہ دَروں وہ نور کا جلوہ
سِیَہ دیدہ میں پوشیدہ جمالِ حق کی تابانی ۔۔۔ سمائے ہیں نہ جانے کتنے اس میں جلوے نورانی
وہ اونچی نرم و نازک ناک جو چہرے کی زینت ہے ۔۔۔ نہاں ہر سانس کے اندر بہارِ کیفِ جنت ہے
تھے دندانِ مبارک آپ کے خورشید کے ذرے ۔۔۔ شبِ تاریک میں تاروں سے زیادہ جو چمکتے تھے
سرِ اقدس بڑا سب سے نمایاں گول اور اونچا ۔۔۔ ہزاروں میں ہزاروں سے بلند و برتر و بالا
سِیَہ زلفوں میں پوشیدہ شبِ دیجور کا عالم ۔۔۔ نہایت نرم چمکتے برائے نام پیچ و خم
بھری چوڑی ہتھیلی نرم اور دستِ کرم لمبے ۔۔۔ نہایت خوبصورت انگلیاں لمبی قرینے سے
سفید و صاف اور شفّاف خوشبودار تھیں بغلیں ۔۔۔ نہیں تھے بال جن میں مشک و عنبر بار تھیں بغلیں
برابر تھے شِکم اور سینۂ پُر نور دونوں ہی ۔۔۔ تھی دونوں پنڈلیاں شفاف و روشن گول اور سیدھی
بہت ہی خوشنما تھیں انگلیاں سب پائے اقدس کی ۔۔۔ انگوٹھے کے قریں انگلی جو تھی وہ سب سے لانبی تھی
غرض کونین میں اس جسمِ اطہر کا نہیں ثانی ۔۔۔ سراپا صرف وہ تھے مظہرِ آیاتِ قرآنی

کوئی ان سے حسین شے ہو تو تشبیہ اس سے دے دیں ہم
دو عالم سے نرالے جب ہیں کاملؔ سرور عالم

☆☆☆

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ابوسفیان تائب

کبھی آقا آؤ میرے خواب ہی میں		میں رستے میں پلکیں بچھائے ہوئے ہوں
زیارت مجھے ہو حبیبِ خدا کی		تمنا یہ دل میں بسائے ہوئے ہوں
شب و روز ہے اب درودوں کی بارش		نبی سے ہی اب دل لگائے ہوئے ہوں
انہی حسرتوں سے انہی چاہتوں سے		بہت دن ہوئے گھر سجائے ہوئے ہوں
مدینہ کی خاکِ شفا کا بنا کر		میں آنکھوں میں سرمہ لگائے ہوئے ہوں
حسیں چاند سے بھی نبی کا ہے چہرہ		اٹھا کر نگاہیں جھکائے ہوئے ہوں
نبی کے غلاموں کی بخشش ہے لازم		اسی پر میں ایمان لائے ہوئے ہوں
نبی کی شفاعت مجھے بھی ملے گی		یہ اپنا عقیدہ بنائے ہوئے ہوں
قضا جب بھی آئے مدینہ میں آئے		یہ حسرت بھی دل میں چھپائے ہوئے ہوں
نبی کے شہر میں بنے قبر میری		ہے پہنا کفن اور نہائے ہوئے ہوں
پیوں جامِ کوثر میں دستِ نبی سے		پیوں گا یہی قسم کھائے ہوئے ہوں
جگہ میں بھی آقا کے قدموں میں پاؤں		یہ امید دل میں جمائے ہوئے ہوں
بجز مصطفیٰ کے نہیں کوئی اپنا		جہاں بھر کو میں آزمائے ہوئے ہوں

تصور میں تائب درِ مصطفیٰ پر
عقیدت سے سر کو جھکائے ہوئے ہوں

☆☆☆

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ہری چند اختر

کس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا

یتیموں کو کیا دُرِّ یتیم کس کی حکمت نے
اور غلاموں کو زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا

آدمیت کا غرض ساماں مہیا کر دیا
اِک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

سات پردوں میں چھپا بیٹھا تھا حسنِ کائنات
اب کس نے اس کو عالم آشکارا کر دیا

کہہ دیا لا تقنطوا اختر یہ کس نے کان میں
اور دل کو سر بسر محوِ تمنا کر دیا

شہید بھائی ذوالکفل بخاری رحمہ اللہ کی یاد میں دو نظمیں

غم زدہ بہن

نہ آفتاب نہ مہتاب نہ کوئی تارا
چمکنا اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ دیوار نہ شجر نہ ابر ہی
سایہ اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ غُنچہ و پھول نہ شبنم وہ
تبسم اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ چاندنی نہ کرن نہ جگنو تھا
دمکنا اُس کا مگر ان جیسا تھا
نہ موج کوئی نہ صبا و آبشار
لہجہ اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ سمندر نہ دریا اور نہ جھیل
ظرف اُس کا کا مگر اُن جیسا تھا
نہ پہاڑ نہ چٹان نہ فولادِ ناب
عزم اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ محدث نہ فقیہ نہ واعظ کوئی
علم اُس کا مگر ان جیسا تھا
نہ بوالکلام و ابوذر نہ تھا ولیؒ اللہ
فکر اُس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ غوث و قطب و ابدال تھا وہ
مقدر اس کا مگر اُن جیسا تھا
نہ شاہ نہ کوئی مصاحب نہ حاکم ہی
طورِ رخصت اُس کا مگر اُن جیسا تھا

(۲؍اپریل ۲۰۱۲ء)

موت تو لے گئی تھی ملکہ اُسے بہانے سے
ہم یونہی حیران ہیں اُس کے چلے جانے سے
کیا کہیں کس سے کہیں اور آخر کیسے
مجروح ہے بہت درونِ دل اُس کے چلے جانے سے
وہ گیا تو لوٹ کے پھر آیا ہی نہیں
اشک آنکھوں میں ہے پیہم اُس کے چلے جانے سے
سال میں اب دو بار میں آؤں گا
یہ وعدہ یاد آتا ہے ہر دن اُس کے چلے جانے سے
وہ سکوت جو حاصلِ صد مسرّت تھا مرے گھر میں
کیا شور ہے سنّاٹے کا اُس کے چلے جانے سے
اِذن ملے تو وہ دیکھے کہ مُکرم و مُنعم
کتنے رنجور ہیں اُس کے چلے جانے سے
وہ جو ہمدم تھی اُس کی اور دم ساز بھی
شکستہ پا و بے دم ہوئی اُس کے چلے جانے سے
ماں باپ ہیں آزردہ تو بھائی ہے دل زدہ
اُس لختِ جگر جانِ وفا کے چلے جانے سے
نوحہ کناں ہیں بہنیں تو احباب گرفتہ خاطر
اس جانِ تمنا پیکرِ خُلق کے چلے جانے سے
وہ کہ آباد تھی محفل جن کی دم سے اس کے
کتنے محزوں ہیں اب اس کے چلے جانے سے
ہم نے چاہا تھا کہ عمر گزرے گی سنگ اُس کے
کتنا مشکل ہے اب یہ جینا اُس کے چلے جانے سے

(۳؍اپریل ۲۰۱۲ء)

☆☆☆

طلوعِ صبح صادق

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

تو اگر چاہے تو مل جائیں ہمیں آزادیاں
پھول برسانے لگیں ہم پر ہماری وادیاں

تین دوست اکٹھے بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ایک نے کہا’’یار یہ دھوپ رات کو کیوں نہیں نکلتی۔‘‘دوسرے نے کہا’’نکلتی تو ہے مگر رات کے اندھیرے میں نظر نہیں آتی۔‘‘ تیسرے نے کہا: ’’نہیں یار تیری بات تھوڑی سی درست ہے لیکن پوری بات یہ ہے کہ رات کو وہ ان گنت چاند ستاروں کو روشنی پہنچاتے اُن کو جگنوؤں کی طرح روشن کرتے تھک ہار کر خود بھی سو جاتی ہے۔‘‘ چند گھنٹوں بعد بیدار ہوتی اور اندھیروں سے پھر لڑائی شروع کر دیتی ہے۔حتیٰ کہ عارضی طور پر پھر اندھیرا غالب آ جاتا ہے۔لوگ اسے صبح کاذب کہتے ہیں مگر بالآخر حق غالب آ جاتا ہے۔روشنی اور اعتدال پسندی ہر کسی کا بنیادی حق ہے۔سورج کی آمد سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے ہی لڑائیاں لڑ رہی تھی۔آمد آفتاب کے ساتھ ہی نقاب پرے پھینک کر عیاں ہو جاتی ہے۔حق کی قاہرانہ دھوپ غالب آ ہی جایا کرتی ہے۔

حق بات بھی یہی ہے کہ حق کبھی مغلوب نہیں ہوا۔حق کے لیے غروب ہے ہی نہیں،طلوع ہی طلوع ہے،عروج ہی عروج ہے،بلندی ہی بلندی ہے اور بلند پروری ہے۔باطل کو کبھی عروج نہیں،بس عروج کا دھوکا ہے ورنہ باطل تو مٹنے ہی کے لیے پیدا ہوا ہے۔حق کا سورج منطقہ در منطقہ روشنی اور دھوپ تقسیم کرتا جونہی تھوڑا آگے بڑھتا ہے،پیچھے اندھیروں کو دھوکا دینے کا موقع مل جاتا ہے مگر اہل علم وایمان جانتے ہیں یہ اندھیرے تو عارضی ہیں بالکل عارضی۔اہلِ علم وایمان ان عارضی اندھیروں میں بھی خالقِ حق سے رابطہ رکھتے،اُسی سے راہِ حق طلب کرتے ہیں......ادھر سے اعلان ہو جاتا ہے’’**وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ**‘‘یہ رات کے اندھیرے غالب نہیں آسکتے۔یہ رات کبھی دن سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔اور جو حق والے ہیں،اہل حق ہیں اُن کی یہی مثال ہے۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے ، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

رات کتنی ہی بھی ہو جائے دن آ کر ہی رہتا ہے۔باطل کتنا ہی دھوم دھڑکا دکھائے،حق کی بھنک پڑتے ہی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگتا ہے۔**الحقُّ یَعْلُو وَ لَا یُعْلٰی عَلَیْہِ** حق کبھی مغلوب نہیں ہوا کرتا۔صدیوں کی ظلم وجہل کی تاریکی کے بعد میدان بدر میں تین سو تیرہ نہتے غالب نظر آتے ہیں۔دنیا کی دو بڑی سپر طاقتیں چند سالوں میں ایک لاکھ چوبیس ہزار

روشن ستاروں کے سامنے اپنی تاریکیوں سمیت زمین برد ہوتی نظر آتی ہیں۔ ارشادِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق یہ کسریٰ جب ہلاک ہوگا تو پھر کسریٰ نہیں ہوگا اور یہ قیصر جب ہلاک ہوگا تو پھر کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

خسروِ ایران ''پرویز'' کو اس کے بیٹے شیرَوَیہہ نے چھرا گھونپ دیا۔ آخری ایرانی بادشاہ یزدگرد، خاقانِ چین کی گلیوں میں بھیک مانگتے ہوئے ہلاک ہوا۔ قیصرِ روم کے شہر کا محاصرہ کرنے والوں کو لسانِ نبوت نے جنت کی بشارت سنائی تھی۔ پانچویں خلیفۂ اسلام خاتم المعصومین کے برادرِ نسبتی اور ہم زلف سیدنا امیر معاویہ نے شہرِ قیصر کا پہلا غزوہ کروایا۔ آفتابِ حق کی روشنی مشرقِ بعید سے مغربِ اقصیٰ تک پھیلتی جارہی تھی۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنی عبد مناف میں سے پہلے بنی اُمیّہ پھر بنی عباس کی خلافت ایشیا اور افریقہ سے آگے بڑھ کر سپین، پرتگال اور فرانس تک اپنی رعنائیاں دکھارہی تھی۔ پھر دامادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا عثمان (از بنی عبد مناف بنی اُمیّہ) کے ہم نام عثمانی ترک خاندان میں خلافت منتقل ہوئی۔ شہرِ قیصر قسطنطنیہ محمد نام کے عثمانی خلیفہ کے ہاتھوں ہمیشہ کے لیے استنبول نام پا کر دارالخلافہ اسلام قرار پایا۔

اندھیروں نے ایک بار پھر سازش کی، ''کمال'' نامی ایک نام نہاد روشن خیال مسلمان کے ذریعے خلافتِ اسلامی کی قبا چاک کردی گئی۔ مگر تابہ کے؟ مراکش، لیبیا، تیونس، مصر اور ترکیہ میں صبحِ صادق کے آثار واضح ہو چکے ہیں۔ افغانستان میں خلافت کا سورج طلوع ہوکر ایک بار گھیرے کالے بادلوں کا شکار ہوا ہے...... مگر تابہ کے...... پاکستان لا الٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر اللہ نے دیا۔ ۶۵ سال طلوعِ صبح کی انتظار میں گزر گئے۔ کیا اب چھیاسٹھواں سال بھی انتظار میں گزرے گا؟ اگر پاکستان کے تمام اہلِ حق بلاتفریق مسلک و مذہب متحد ہوکر اُٹھ کھڑے ہوں تو اندھیرے چھَٹ جائیں گے انتظار کی گھڑیاں ختم ہوجائیں گی اور صبحِ صادق طلوع ہوکر رہے گی............ اَلَیسَ مِنکُم رَجُلُ الرَّشِیدُ ؟

کاش ہم کو پھر صلاح الدین ایوبی ملے
پھر محمد ابن قاسم یا ہمیں غوری ملے

بسم اللہ
خالص اور معیاری اشیاء خریدنے کا واحد بارعایت مرکز
کریانہ مرچنٹ اینڈ الیکٹرک سٹور
ہمارے پاس، چینی، گھی، دالیں، چائے، صابن، بیسن
ہمہ قسم کے چاول مصالحہ جات تھوک و پرچون، بارعایت دستیاب ہیں
محمد فیصل نقشبندی، حبیب اللہ جاوید مہندیں، براستہ چنی گوٹھ، ضلع بہاولپور 0300-7330837

مولانا نورانی کا طاہرالقادری کو اپنی اصلاح کا مشورہ

جمعیت علماء پاکستان کے رہنما پیر اعجاز ہاشمی کی منصور اصغر راجہ سے گفتگو

نوے کی دہائی میں جب طاہرالقادری نے ''پاکستان عوامی تحریک'' کے نام سے ایک سیاسی جماعت بنائی تو انہوں نے جمعیت علمائے پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن مولانا نورانی نے ان کی درخواست قبول نہ کی۔ جے یو پی کے مرکزی رہنما پیر اعجاز ہاشمی کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ مولانا نورانی جب بھی لاہور تشریف لاتے تو اُن کی رہائش گاہ پر ہی قیام فرماتے۔ اس حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے پیر اعجاز ہاشمی نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ پاکستان عوامی تحریک بنے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ایک اخبار نویس کے ذریعے طاہرالقادری نے مولانا نورانی کے پاس پیغام بھجوایا اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا نے ابتدا میں تو ٹال دیا لیکن بار بار اصرار پر ٹیلیفون پر طاہرالقادری سے بات کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ یہ گفتگو میری موجودگی میں میرے گھر پر ہی ہوئی۔

انہوں نے بتایا کہ ''طاہرالقادری نے مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ سے فون پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ، میں نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت سیاسی جماعت بنائی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جو کام آپ کر رہے ہیں، وہی کام دوسرے پلیٹ فارم سے میں بھی کروں، اس طرح ہم ایک دوسرے کی اصلاح بھی کرتے رہیں گے۔ مولانا نورانیؒ نے یہ سن کر طاہرالقادری سے جواباً کہا کہ'' آپ کی بات درست ہے، آپ کو واقعی اصلاح کی ضرورت ہے۔'' اس پر طاہرالقادری تھوڑے گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ ''غلطیاں تو سب سے ہوتی ہیں'' تو مولانا شاہ احمد نورانیؒ نے جواباً کہا کہ'' آپ نے صرف غلطیاں نہیں کیں بلکہ بلنڈر کیے ہیں۔ آپ لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میزبانی والا جو خواب سناتے پھر رہے ہیں، میرے خیال میں یہ صریحاً گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس سے بڑی گستاخی ہو ہی نہیں سکتی کہ، ساری کائنات جن کے کرم کی محتاج ہے، آپ ان کے متعلق ایسے اوٹ پٹانگ خواب بیان کر رہے ہیں۔''

پیر اعجاز ہاشمی کے بقول مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے طاہرالقادری سے کہا کہ

> ''مجھے تو ڈر ہے کہ آپ کل کو کہیں نبوت کا دعویٰ ہی نہ کر دیں، کیونکہ آپ آج کل بالکل ویسی ہی باتیں کر رہے ہیں جیسی مرزا قادیانی کیا کرتا تھا۔''

مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید فرمایا کہ'' اپنے مفاد کے لیے لوگوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے

جذبات اُبھار کر اُنہیں استعمال کرنا انتہائی افسوس ناک بات ہے۔ آپ اس طرح لوگوں کو بے وقوف نہ بنائیں، آپ پہلے اپنی اصلاح کریں، پھر کسی دوسرے کی اصلاح کے بارے میں سوچیے گا۔'' جے یو پی کے مرکزی سیکرٹری جنرل قاری زوار بہادر کے بقول طاہر القادری نے مولانا نورانی سے یہ بھی کہا کہ'' پاکستان کے لوگوں میں عشق رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبات کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ ہم اس عشق رسول کو ایکسپلائٹ کر کے مصطفوی انقلاب لائیں۔''

پیر اعجاز ہاشمی کے مطابق یہ ساری گفتگو مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے گھر میں بیٹھ کر طاہر القادری سے فون پر کی تھی جو اس وقت باقاعدہ ریکارڈ بھی کی گئی تھی۔ ان کے بقول مولانا نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب طاہر القادری کو آڑے ہاتھوں لیا تو انہوں نے دوبارہ ملاقات کا کہہ کر فون بند کر دیا۔ پیر اعجاز ہاشمی نے بتایا کہ ''اس گفتگو کے بعد طاہر القادری، مولانا نورانی سے ملنے سے گھبرانے لگے۔ اگر کبھی کہیں اتفاقاً آمنا سامنا ہو بھی جاتا تو طاہر القادری ملنے کے بجائے کترا کر نکل جاتے تھے۔''

ایک سوال کے جواب میں پیر اعجاز ہاشمی نے بتایا کہ'' طاہر القادری، مولانا نورانی سے ملاقات کر کے دراصل عوام میں یہ تاثر دینا چاہتے تھے کہ کیسی بڑی بڑی شخصیات کے ان کے ساتھ مراسم ہیں۔ لیکن مولانا نورانی نے اُن کی یہ خواہش پوری نہ کی۔''

پیر اعجاز ہاشمی نے طاہر القادری کے ماضی کے اوراق پلٹتے ہوئے کہا'' ہم اُنہیں اس وقت سے جانتے ہیں، جب یہ جھنگ میں ایک معمولی سے لیکچرار تھے اور مولانا عبدالستار نیازیؒ سے ملنے کے لیے جے یو پی کے دفتر واقع کرشن نگر (موجودہ اسلام پورہ) آیا کرتے تھے۔ وہ ہر ملاقات میں مولانا نیازیؒ کے سامنے یہی رونا روتے کہ مجھے کسی طرح لاہور لے آئیں۔ بالآخر مولانا نیازی کی کوششوں سے اُن کی پنجاب یونیورسٹی لاء کالج میں پوسٹنگ ہوگئی اور ہاسٹل میں کمرہ بھی مل گیا۔ اس کے ساتھ ہی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ، مولانا عبدالقیوم ہزارویؒ نے اُنہیں شادمان ٹاؤن کی ایک مسجد میں خطیب لگوا دیا جہاں میاں شریف نے ایک بار ان کی تقریر سنی تو وہ انہیں'' اتفاق مسجد'' لے گئے۔'' پیر اعجاز ہاشمی نے بتایا کہ'' میاں شریف نے طاہر القادری کو اس قدر نوازا کہ، ایک بار یہ بیمار پڑے تو ان کے حکم پر شہباز شریف اُنہیں علاج کے لیے بیرون ملک لے گئے تھے۔ شہباز شریف بتاتے ہیں کہ، ابا جی کا مجھے حکم تھا کہ علامہ صاحب کی خدمت کیا کرو۔'' پیر اعجاز ہاشمی کا کہنا ہے کہ'' جب طاہر القادری نے سیاسی جماعت بنائی تو مولانا نیازی نے انہیں بہت روکا۔ لیکن انہوں نے احسان فراموشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جہاں ایک طرف ان کی بات کو ٹھکرایا، وہیں سیاست میں آنے کے بعد پہلی ٹکر ہی میاں شریف کے گھرانے سے لی۔''

(بہ شکریہ روزنامہ ''اُمّت'' کراچی ۱۹ر جنوری ۲۰۱۳ء)

قسط: ۲۱

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

چنیوٹ میں تحریکِ ختمِ نبوّت:

جب لائل پور کی جامع مسجد کچہری بازار کو سیل کر دیا گیا اور شہر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا تو تحریک کو جاری رکھنا ناممکن ہو گیا۔ ایسے میں، میں چنیوٹ چلا آیا جہاں پر تحریک اپنے پورے جوش و خروش کے ساتھ جاری تھی۔ میں نے اُسی جذبے کے ساتھ تحریک میں کام شروع کر دیا جس جذبے کے ساتھ میں لائل پور میں کام کرتا رہا تھا۔ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی گرفتاری میرے سامنے ہوئی وہ اُن دنوں اپنی جوانی میں قدم رکھ رہے تھے۔ اور انہوں نے گرفتاری سے پہلے دین اسلام میں عقیدہ ختمِ نبوّت کی اہمیت اور قادیانیت کے خلاف ایک مؤثر تقریر بھی کی تھی۔ تقریر کے دوران سننے والوں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ فضا ختمِ نبوّت زندہ باد اور اللہ اکبر کے نعروں سے گونج رہی تھی۔ چنیوٹ پہنچنے کے بعد جب میں نے دن رات تحریک میں رضا کاروں کے ساتھ کام کیا تو شہر کی پولیس نے مجھے اور میرے ایک اور نوجوان ساتھی کو گرفتار کرنے کے لیے چھاپے مارنے شروع کر دیے، میرا ساتھی تو پکڑا گیا اور اسے جھنگ جیل بھیج دیا گیا۔ میں اس سلسلے محتاط تو تھا لیکن گرفتاری دینے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا۔ کیونکہ تحریک کی قیادت کی جانب سے لائل پور میں ہمیں کہا گیا تھا کہ رضا کار گرفتاری کے لیے اپنے آپ کو شش نہ کریں۔ بلکہ باہر رہ کر تحریک کے لیے کام کریں۔ اس سوچ میں دن رات گزر رہے تھے کہ ایک دن دو چار سپاہی گھر پر آ گئے اور مجھے گھر سے باہر آنا پڑا۔ نیچے بازار میں آیا تو پولیس نے کہا کہ تھانے چلو میں نے کہا کہ تھانے کیوں جاؤں۔ کہنے لگے کہ تھانے دار کو تمہارے ساتھ ایک کام ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ اگر اُسے میرے ساتھ کام ہے تو پھر اُسے میرے پاس آنا چاہیے، مجھے تو اس کے ساتھ کوئی کام نہیں ہے میں کیوں تھانے جاؤں۔ اُنہوں نے کہا کہ تمہاری گرفتاری کے لیے کہا گیا ہے ہے۔ میں نے کہا کہ وارنٹ گرفتاری دکھاؤ، کہنے لگے کہ گرفتاری کے وارنٹ تو نہیں ہیں شاید وہ تمہیں وارننگ دینا چاہتے ہوں۔ میں نے کہا میں وارننگ مسترد کرتا ہوں۔ جب ہم یہ باتیں کر رہے تھے تو دکان دار جو سبھی احرار کے معاون تھے انہوں نے مداخلت کر کے پولیس والوں کو بھگا دیا۔ اس واقعے اور اس جیسے دیگر حالات کی بنیاد پر میرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ میں چنیوٹ چھوڑ دوں۔ چنانچہ میں اپنی خالہ کے پاس ایک گاؤں میں چلا گیا۔

زندگی کے پریشان ترین دن:

گاؤں میں تقریباً ایک ماہ تک روپوش رہا۔ حالات معمول پر آ گئے تو گھر فیصل آباد آ گیا۔ اُن دنوں ہم فیکٹری ایریا میں لال ملز کے ایک کواٹر میں مقیم تھے، گھر آیا تو والد صاحب مجھ سے پوچھتے کہ اب تم کیا کرو گے۔ تم نے تو اپنا مستقبل تباہ کر دیا ہے۔ پہلے تم نے گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا پھر تم ''مائی گریشن'' کر کے زرعی کالج چلے گئے اور اب تم گھر میں آ کر بیٹھ گئے ہو۔ تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ میں خود انتہائی پریشان تھا۔ کالج چھوٹ چکا تھا۔ اب کیا کروں والد صاحب نے تحریک کے دوران تو مجھے کچھ نہ کہا بلکہ وہ خود تحریک کے دوران گھنٹہ گھر جا کر تقریر کر لیا کرتے تھے لیکن تحریک کے بعد میرا یوں گھر پر بیٹھ جانا انہیں پسند نہیں تھا اس لیے وہ دن رات میری سرزنش کرتے رہتے۔ وہ چاہتے تھے کہ میں گھر میں فارغ نہ بیٹھا رہوں اور عملاً کچھ کروں۔ مگر میں کیا کروں اس کی مجھے بھی کوئی سمجھ نہ آتی تھی۔ دن رات اسی سوچ میں متفکر رہتا تھا کہ نہ پڑھ سکوں گا اور نہ ہی ہاکی کھیل سکوں گا تو زندگی کیسے بسر ہو گی۔

اُنہی دنوں ایک معروف ٹیکسٹائل ملز سے یہ اعلان سامنے آیا کہ اس ٹیکسٹائل ملز کے مالکان ملز کی فٹ بال اور ہاکی ٹیم بنانے کے لیے کوشاں ہیں اور اچھے کھلاڑیوں کو وظیفہ بھی دیں گے۔ چنانچہ میں نے اُنہیں خط لکھ دیا کہ میں آپ کی ملز کی ہاکی ٹیم کا رکن بننا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے اپنی ملز میں ''ویونگ سیکشن'' میں بطور ''اپرنٹس'' شامل کر لیں''۔ میں چاہتا تھا کہ بطور ''اپرنٹس'' اپنے تین سال پورے کر کے ان کی ملز میں ویونگ ماسٹر کے طور پر کام کر سکوں۔ اُن دنوں ملک کے اندر کئی ٹیکسٹائل ملیں کھل رہی تھیں یہ کام نیا نیا تھا اور مستقبل میں ترقی کا خاصا امکان تھا۔ خط کا مثبت جواب ملنے پر میں نے بستر باندھا اور ملتان چلا آیا۔ یہاں پر والد صاحب کے ایک دوست کے کوارٹر میں رہائش کر لی۔ مل کے مالک سے اُن کے دفتر میں ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے مجھے کہا کہ ویونگ سیکشن میں تمہاری ٹریننگ تو دو ماہ کے بعد شروع ہو گی۔ اس عرصے میں تم میرے دفتر میں بطور کلرک کام کرو، ستر روپے ماہانہ تمہارا وظیفہ مقرر کر دیا ہے تم ہاکی کھیلو اور دفتر میں کام کرو۔ عنقریب تمہاری رہائش کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ چنانچہ دو ماہ تک میں دفتر میں کام کرتا رہا۔ اسی اثناء میں میری رہائش کا بھی انتظام ہو گیا۔ ایک کوارٹر تھا جس میں میرے ساتھ ایک فٹ بال کا کھلاڑی بھی رہائش پذیر تھا۔ ہم دونوں دوست بن گئے صبح کو دفتر اور شام کو گراؤنڈ۔ اس سے وہ پریشانی تو ختم ہوئی جس نے فراغت کی وجہ سے مجھے ہر طرح سے گھیر رکھا تھا۔ میں قدرے خوش بھی تھا کہ مستقبل میں ''ویونگ ماسٹر'' بھی بن جاؤں گا اور ہاکی کا شوق بھی پورا ہو گا۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ دو ماہ تو بڑے آرام سے گزر گئے لیکن جب دفتر سے ملز کے اندر ''ویونگ سیکشن'' میں کام کرنا شروع کیا تو دن کو تارے نظر آنے لگے۔ ''ویونگ سیکشن'' کے اندر کی مخصوص فضا نے مجھے بیمار کر دیا کچھ ہی دنوں بعد کھانسی، نزلہ اور ہلکا پھلکا بخار۔ ساری

ساری رات کھانستا اور جاگتا رہتا اور پھر دن کو ڈیوٹی دیتا۔ یہ انتہائی مشکل دن تھے۔ صحت دن بدن گرتی جاتی تھی۔ میرروم میٹ جوفٹ بال کھلاڑی تھا اس نے مجھے کہنا شروع کر دیا کہ تم یہ کام چھوڑ کر گھر چلے جاؤ تمہیں ویونگ سیکشن کی بھاپ راس نہیں آئی اور اگر تم نے یہ کام نہ چھوڑا تو تمہیں ٹی بی ہو جائے گی۔ میں اپنی جگہ یہ سوچ کر خاموش رہتا کہ گھر جا کر گھر والوں کو کیا جواب دوں گا۔ بہر حال ایک دن اُس نے زبردستی میرا بستر اور دوسرا سامان اٹھا کر مجھے لائل پور کی ٹرین پر سوار کرا دیا اور میں دوبارہ اپنے گھر لوٹ آیا۔ گھر والوں نے میرے حالت دیکھی تو ایک دفعہ تو کچھ نہ کہا لیکن کچھ دنوں کے بعد جب میری طبیعت کچھ بہتر ہوئی تو پھر وہی مسئلہ درپیش تھا کہ اب کیا کرو گے۔ اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ میں خود دوبارہ اُسی پریشانی میں مبتلا رہنے لگا جیسی پریشانی ملتان جانے سے پہلے تھی۔

اُمید کی کرن:

انہی دنوں جبکہ میں انتہائی پریشان تھا میں گورنمنٹ کالج کے ہاکی گراؤنڈ چلا گیا کہ وہاں اپنے دوستوں سے مل لوں گا اور اُنہیں ہاکی کھیلتے ہوئے دیکھوں گا تو جی بہل جائے گا۔ یہ گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد غالباً ستمبر ۱۹۵۳ء کی بات تھی ان دنوں تمام کھیل اپنے جوبن پر ہوتے ہیں۔ جب میں گراؤنڈ پر پہنچا تو تمام ہاکی کے کھلاڑی جو مجھے اچھی طرح جانتے تھے۔ انہوں نے یکدم شور مچا دیا ''شبّیر آ گیا، شبّیر آ گیا'' ابھی گیم شروع نہیں ہوئی تھیں وہ سارے کھلاڑی میرے اردگرد کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے کہ تم کہاں غائب ہو گئے تھے۔ میں نے اُنہیں اپنی ساری کہانی کہہ سنائی تو وہ کہنے لگے کہ اس میں اتنی پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ تم ہمارے کالج میں دوبارہ فسٹ ایئر میں داخلہ لے لو۔ میں نے جواب میں کہا کہ چودھری غلام رسول وڑائچ مجھے قبول کر لیں گے؟ (چودھری صاحب گورنمنٹ کالج میں ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن (D.P.E) تھے۔ اور وہی کالج کی ہاکی ٹیم کے انچارج اور کوچ بھی تھے) ہاکی کے لڑکوں نے جواب میں کہا کہ تم فکر نہ کرو ہم تمام چودھری صاحب کو تمہارے کالج داخلے کے لیے قائل کر لیں گے۔ دوسرے روز مجھے لڑکوں نے کالج بُلا لیا اور کالج میں چودھری صاحب سے میری ملاقات کرا دی۔ چودھری صاحب سے ملاقات کے دوران میں تو شرمندہ رہا۔ لیکن وہ مسکرا کر میرے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ مجھے کہا کہ تم نے تو ہمیں چھوڑ دیا تھا۔ پھر کیا تم وہاں جا کر خراب نہ ہوئے۔ اب اگر تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے تو ہم تمہیں دوبارہ کالج میں خوش آمدید کہتے ہیں لیکن بطور سزا تمہاری فیس ابھی معاف نہیں ہو گی اور داخلہ کی فیس تمہیں پوری ادا کرنا پڑے گی میں اس پر بھی بہت خوش ہوا۔ گھر آ کر ساری بات اپنے والد صاحب کی بجائے اپنی والدہ صاحبہ سے کہہ دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اب داخلہ کی رقم کہاں سے آئے گی جو اُس وقت دو ڈھائی سو روپے کے قریب تھی۔ والدہ صاحبہ اللہ اُنہیں غریقِ رحمت کرے نے فوراً اپنے کانوں سے سونے کے کانٹے اُتار

کر میرے حوالے کر دیے اور کہا جاؤ اُنہیں بازار میں بیچ کر کالج میں داخل ہو جاؤ۔ میں انتہائی خوشی کے ساتھ مولانا عبید اللہ احرار کے بیٹے سیف صاحب کی دکان جو سونے کے زیوروں کا کام کرتے تھے کے پاس وہ کانٹے فروخت کر دیے اور تین سو روپے کی رقم وصول کر کے دوسرے روز کالج چلا گیا۔ داخلہ فیس دے کر چودھری صاحب کے پاس آ گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ بس اب تم دوبارہ اپنی تعلیم شروع کرو اور ہاکی کھیلو۔ فیس کی معافی بھی اپنے وقت پر ہو جائے گی۔

کالج لائف:

یہ ستمبر ۱۹۵۳ء تھا جب میں دوبارہ گورنمنٹ کالج فسٹ ائیر میں داخلہ ہوا۔ کالج میں داخل ہوئے ابھی چند روز ہی گزرے تھے کہ میں نے اپنے اردگرد کئی ہم مزاج ساتھی اکٹھے کر لیے اور ایک مربوط دوستوں کا حلقہ بنا لیا۔ جن کی وجہ سے میں نے کالج کے اندر اپنی چار سالہ مدت (۵۷-۱۹۵۳ء) اتنی آسائش اور خیال افروز انداز سے گزاری جس پر آج بھی تصور میں مجھے رشک آتا ہے۔ کالج میں ہاکی بھی کھیلی، تقریریں بھی کیں۔ یونین کے الیکشن بھی لڑے اور کئی دیگر معرکے بھی سر کیے۔ میری کالج کی زندگی کے اس طرح بسر ہونے میں زیادہ تر میری اُن صلاحیتوں کا ہاتھ تھا جو مجھے مجلس احرار اسلام کی تربیت کی وجہ سے میسّر آئیں۔ خود اعتمادی، جرأت، بے باکی اور اپنے اردگرد سلجھے ہوئے اور فعال لوگوں کی اکٹھا کر لینا میرے لیے زندگی کے ہر مرحلے میں انتہائی آسان اور سہل کام رہا ہے۔ آپ اس بات کا اندازہ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ ہم دوستوں نے فسٹ ائیر میں اپنے سینئر لڑکوں کو ''فول'' کیا۔ کالج کے لڑکے حیران تھے کہ ''یہ گروپ'' کہاں سے نازل ہوا ہے جو فسٹ ائیر میں بھی اپنے سینئر لڑکوں کو مذاق کرتا ہے۔ اس حلقہ دوستاں میں کئی ایسے لڑکے شامل تھے جو بعد میں بڑے اہم عہدوں تک پہنچے۔ مثلاً زاہد سرفراز جو ہماری اس منڈلی میں سب سے زیادہ شرمیلا لڑکا تھا بعد میں سیاست میں اُس نے اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے، دو دفعہ وفاقی وزارت کے منصب تک پہنچا۔ ایک دفعہ وفاقی وزیر داخلہ رہا اور ایک مرتبہ وفاقی وزیر تجارت پھر ان دوستوں میں میاں اکبر بھی تھے جو ریونیو بورڈ پنجاب کے سینئر رکن رہے۔ عبد الستار خان زرعی کالج میں پڑھاتے رہے۔ یونس چودھری جو ایڈووکیٹ بن کر پیپلز پارٹی کے فیصل آباد میں پہلے جنرل سیکرٹری بنے، غلام رسول شوق پنجابی کے معروف شاعر اور نثر نگار کے طور پر مشہور ہوئے۔ زاہد سرفراز کے بڑے بھائی خالد سرفراز جنہوں نے لندن سے بیرسٹری کی۔ ایسے کئی دوسرے ہم جولی جن کا ذکر آگے آتا رہے گا ہمارے دوستوں کے حلقے میں شامل تھے۔ رفتہ رفتہ چند سینئر لڑکوں کی شراکت سے ہمارا حلقہ دوستاں زیادہ وسیع ہوا۔ اس میں تھرڈ ائیر اور فورتھ ائیر کے لڑکے بھی شامل تھے۔ بابا یونس جو کہ فورتھ ائیر کا طالب علم تھے اور عمر میں سب سے بڑے تھے اُس کے ساتھ کئی لڑکے جن کا تعلق سرگودھا سے تھا وہ بھی ہمارے گروپ میں شامل ہو گئے ہم نے ''قوم'' کے نام سے ایک زبردست گروپ بنا لیا۔ بابا یونس کو بابائے

قوم کا خطاب دیا وہ ہمارے حلقے میں اسی نام سے پکارے جاتے تھے۔اسی وجہ سے بہت ہی کم عرصے میں پورے کالج کے لڑکوں سے تعارف ہو گیا۔مہر فیروز ڈاہر میرے سکول کا ساتھی اور دوست بھی اس گروپ کا ایک فعال فرد تھا۔ ہمارے علاوہ بھی کالج میں لڑکوں میں ایک دوسرا گروپ بھی تھا۔جس نے کسی حد تک ہمارے لیے ایک حریف گروپ کا کردار ادا کیا۔ ہمارے اس گروپ کے معروف لڑکے آغا افضال اور آغا ناصر دو بھائی جو بیگم جی۔اے خان کے بھانجے تھے۔اس کے علاوہ ایک نام اقبال فیروز کا بھی ہے جو محفل ہوٹل چنیوٹ بازار کے مالک تھے ہیں اور ایک معروف نام مختار رانا کا تھا۔لیکن یہ وہ مختار رانا نہیں جس کی شہرت پیپلز پارٹی کے حوالے سے تھی۔ بلکہ یہ مختار رانا جھنگ بازار والے کہلاتے تھے۔کالج میں ایک تیسرا گروپ اُن لڑکوں کا بھی تھا جسے ہم ''پڑھاکو'' گروپ کہتے اُس میں بڑے لائق طالب علم تھے۔جن میں محمد یعقوب جو بعد میں سٹیٹ بنک آف پاکستان کے گورنر کے منصب تک پہنچے۔صدیق شبلی، جنہوں نے بعد میں ایران سے فارسی میں پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی اور اوپن یونیورسٹی میں اہم عہدے پر فائز رہے۔غلام محی الدین جنہوں نے وکالت کا امتحان پاس کیا اور فیصل آباد میں وکالت کے پیشے سے منسلک ہو گئے اور ایک نامور وکیل کی حیثیت میں اب تک کام کررہے ہیں۔مظہر حسین شیخ نے معاشیات میں ایم۔اے کیا،مقصود اور غلام حیدر چشتی جنہوں نے عربی میں ایم۔اے کر کے ہمارے ہی کالج میں بطور پروفیسر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ یہ گروپ ہمیں شرارتی گروپ کہتا اور ہم سے ہمیشہ ہی دور رہا ہم نے بھی انہیں کبھی منہ نہیں لگایا۔لیکن بی۔اے میں ہم دونوں گروپ ایک دوسرے کے قریب آ گئے اور اس گروپ کے ساتھ بھی ہمارے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

پرنسپل اور کالج سٹاف:

جب میں نے دوسری بار ستمبر۱۹۵۳ء میں داخلہ لیا تو اُس وقت کالج کے پرنسپل ملک کے معروف سکالر تاج محمد خیال تھے۔انتہائی ہر دل عزیز شخصیت تھے۔لڑکوں میں اُن کے لیے غیر معمولی احترام تھا۔کالج میں ہی پرنسپل ہاؤس میں رہائش پذیر تھے۔اچکن اور چوڑی دار پاجامے میں اُن کی شخصیت مزید متاثر کرتی تھی۔ ہر لڑکا اُنہیں دل و جان سے چاہتا تھا اور قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔کھلاڑیوں کے قدر دان تھے۔کئی دفعہ اُن سے ملاقات ہوئی۔ ہر دفعہ اُن کی عزت و احترام میں اضافہ ہی ہوا۔ پرنسپل کے علاوہ چند دوسرے پروفیسروں میں پروفیسر واسطی (تاریخ)، پروفیسر اکرام بٹ (تاریخ)، پروفیسر افتخار چشتی (اسلامیات)، پروفیسر منیر چودھری (معاشیات)، پروفیسر شور علیگ (فارسی)، پروفیسر خواجہ کرامت (انگریزی)، پروفیسر ظہیر قریشی (انگریزی)، اے آر آصف (انگریزی) اور پروفیسر رضوی کے نام اب تک ذہن میں محفوظ ہیں۔اردو میں ایک اور نام پروفیسر مرزا محمد منور کا بھی ہے جو بعد میں گورنمنٹ کالج لاہور چلے گئے اور

اقبالیات کے حوالے سے بھاری بھرکم علمی سرگرمیوں کے حوالے سے معروف ہوئے۔ پھر ن،م راشد کے چھوٹے بھائی راجہ ایف، ایم ماجد خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔جن سے میں نے بی۔اے میں پولیٹیکل سائنس اور ایم۔اے میں ''مسلم پولیٹیکل تھاٹ'' (Muslim Political Thought) پڑھا۔میرے پسندیدہ استاد تھے۔جنہوں نے اپنے حُسنِ سلوک اور اپنی قابلیت سے مجھے متاثر کیا۔اُس وقت پورے شہر میں ہمارے پرنسپل تاج محمد خیال کی قابلیت، متانت، سنجیدگی اور اُن کی شرافت کا شہرہ تھا اور شہر میں منعقد ہونے والی ادبی وعلمی تقریبات میں اُنہیں مہمانِ خصوصی کے طور پر بلایا جاتا تھا۔اُن کی تقریر میں علمیّت کے ساتھ ساتھ اُن کے لہجے کی نرمی اور الفاظ کی چاشنی کانوں میں رس گھولتی اور خیالات میں وسعت پیدا کرتی تھی۔ ہمارے الحاج چودھری غلام رسول ڈی پی ای کے تاج محمد خیال صاحب کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے۔شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب گجرات میں زمیندار کالج کا آغاز ہوا تو حکومت نے ان دنوں کو ڈیپوٹیشن پر گجرات کالج میں بھیج دیا تھا۔اور جب وہ کالج اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا تو ان دونوں کو واپس گورنمنٹ کالج لائل پور بھیج دیا گیا۔دونوں ایک دوسرے کے مزاج سے آشنا تھے۔اور دونوں کو ایک دوسرے پر بے پناہ اعتماد تھا۔دونوں کے درمیان کالج کی بہتری اور اس کی ترقی کے لیے بے مثال تعاون تھا۔ جسے ہمارے کالج کے چند پروفیسر زیادہ اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔اس کی ایک وجہ تو یہ باہمی تعاون تھا جبکہ دوسری وجہ چودھری غلام رسول ڈی پی ای کی اپنی مقناطیسی شخصیت بھی تھی، چودھری صاحب بڑا اچھا لباس پہنتے تھے۔اپنے فرائض کو انتہائی ذمہ داری سے سرانجام دیتے۔گورنمنٹ کالج کی ہاکی فٹ بال کی ٹیموں کو نئے سرے سے ایک ایسے مقام پر لے آئے کہ پورے پنجاب میں ان ٹیموں کا اعلیٰ پایہ تسلیم کیا جانے لگا۔ گورنمنٹ کالج کی ٹیمیں ہمیشہ زرعی کالج سے ہار جاتی تھیں چودھری صاحب کی محنت کا نتیجہ تھا کہ اب گورنمنٹ کالج کی ٹیموں کا معیار زرعی کالج سے کہیں بہتر ہو گیا تھا۔اس کے علاوہ کالج کے تمام کھلاڑی چودھری صاحب کو جو عزت اور احترام دیتے وہ ان پروفیسروں کو نہیں ملتا تھا جس کے وہ خواہش مند تھے۔اُن میں سے بعض پروفیسر تو اپنے طالب علموں سے بات کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے تھے۔جبکہ چودھری غلام رسول لڑکوں کے ساتھ بعض اوقات طویل مکالمات کرتے اور اُنہیں اخلاقیات کی تربیّت، باہمی تعلقات، عملی زندگی کی مشکلات اور اُن پر قابو پانے کے لیے عزم و ہمت کی ترغیب بھی دیتے تھے۔یہ تفصیلات اس لیے بھی ضروری ہیں کہ آئندہ آنے والے بعض واقعات کا تعلق اس پس منظر سے وابستہ ہے۔

پڑھنا:

میں نے سالِ اول میں جو مضامین لیے تھے ان میں فلسفہ کا مضمون بھی تھا۔اس کے علاوہ تاریخ، اسلامیات اور معاشیات کے مضامین بھی میں نے رکھ لیے۔ پہلے دن جب میں فلسفہ پڑھنے کے لیے اپنے کمرے میں گیا تو فلسفہ کے

پروفیسر صاحب نے اپنے پہلے ہی لیکچر میں یہ کہہ دیا کہ جس طالب علم کا ذہن دینی ہو وہ فلسفہ نہ پڑھے اس پر میں کچھ پریشان سا ہو گیا کہ میں نے محسوس کیا کہ میں تو ایک دینی ذہن کا طالب علم ہوں اور پروفیسر صاحب مجھے ہی کہہ رہے ہیں کہ میں فلسفہ چھوڑ کر کوئی اور مضمون رکھ لوں۔ پریشانی تو ہوئی تاہم میں فلسفہ ہی پڑھتا رہا چند دنوں کے بعد ہی پروفیسر صاحب نے ڈارون کے نظریۂ ارتقاء پر ایک لیکچر دیا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ انسان بندر سے اپنے ارتقائی مراحل طے کرتا ہوا انسان بنا۔ میرے لیے تو یہ فلسفہ ایک بالکل نیا تھا اور میں یہ سن کر حیران بھی ہوا اور کلاس میں بیٹھے بیٹھے کچھ سوچتا رہا کہ یہ کیا بات ہے اور یہ کیسے ممکن ہے۔ جب پروفیسر صاحب نے اپنا لیکچر ختم کیا تو میں نے کھڑے ہو کر اپنے پروفیسر صاحب سے پوچھا کہ ایک سوال میرے ذہن میں آیا ہے آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں اُنہوں نے کہا کہ ہاں وہ کیا سوال ہے پوچھو تو میں نے کہا کہ:

سر آپ نے کہا ہے کہ انسان اپنے ارتقائی مراحل طے کر کے بندر سے انسان بنا ہے تو اس پر میرا سوال یہ ہے کہ آج جو بندر اس وقت تک ہیں۔ اُنہوں نے اتنی ترقی کیوں نہیں کی اور وہ کیوں آج تک بندر ہیں۔ اور ہم انسان جو آج ترقی کر کے بندر سے انسان بن گئے ہیں مستقبل میں آگے ترقی کر کے کوئی اور مخلوق بن جائیں گے یا پھر انسان ہی رہیں گے۔''

جب میں نے یہ سوال کیا تو پورے کمرے میں سناٹا تھا۔ ہر لڑکا میری بات کو غور سے سن رہا تھا اور مجھے اُن کے چہروں سے یہ تاثر مل رہا تھا کہ ان میں سے ہر لڑکا یہی جاننا چاہتا ہے جو میں نے پروفیسر صاحب سے پوچھا ہے۔ لیکن پروفیسر صاحب نے اس کا مجھے صرف یہی جواب دیا کہ:

''کل سے آپ فلسفہ پڑھنے نہیں آئیں گے آپ کے لیے بہتر ہے کہ آپ فلسفہ چھوڑ کر کوئی اور مضمون رکھ لیں''

اس کے بعد میرے لیے سوائے اس کے اور کیا چارہ کار تھا کہ میں نے فلسفہ چھوڑ کر اس کی جگہ فارسی رکھ لی اور دل کے بہلانے کو یہ سوچا کہ چلو کیا فرق پڑتا ہے فلسفہ بھی ''ف'' سے شروع ہوتا ہے اور فارسی بھی ''ف'' سے ہی شروع ہوتی ہے کم از کم ''ف'' تو دونوں مضامین میں مشترک ہے ہی۔

پروفیسر شور علیگ کے ساتھ پہلی گفتگو:

پروفیسر شور علیگ اپنی شاعری کی وجہ سے نہ صرف پورے پاکستان بلکہ برصغیر بھر میں مشہور و معروف شخصیت تھی۔ کئی حوالوں سے اُن کی طرزِ زندگی، دوسرے پروفیسروں سے مختلف تھی۔ نہ تو طالب علموں گفتگو کرتے اور نہ ہی اپنے ساتھی پروفیسروں سے بے تکلف ہوتے تھے بس اُن کی اپنی ہی ایک دنیا تھی جس میں کھوئے کھوئے رہتے۔ گفتگو مختصر اور بوقتِ ضرورت ہی کرتے۔ ایک دن اُن کی کلاس میں میرا تعارف بڑے عجیب طرح سے ہوا۔ وہ پڑھا رہے تھے اور پڑھاتے ہوئے اپنے آپ میں ایسے محو تھے کہ ہماری توجہ اُن کے لیکچر کی بجائے اُن کی محویّت کی طرف زیادہ تھی۔ پڑھاتے

ہوئے اُنہوں نے کسی قاعدے کی مثال میں اپنا ہی اردو کا ایک شعر کہہ دیا اور میں اس وقت یہ بھول چکا تھا کہ میں کلاس میں اپنے استاد کے سامنے بیٹھا ہوں اُن کا لیکچر سُن رہا ہوں بلکہ میں نے اُس شعر کی ایسے داد دی کہ جیسے میں مشاعرہ میں بیٹھا کسی شاعر کی غزل سن رہا ہوں۔ بس میں نے اُن کے شعر پر داد کیا دی کہ میری شامت آ گئی۔ انتہائی خفا ہو گئے۔ چہرے کا رنگ بدل گیا آنکھوں سے غضب ٹپکنے لگا۔ غصے میں بولے یہ کس نے داد دی ہے؟ اب کلاس خاموش۔ میں بھی خاموش ہو گیا۔ اُنہوں نے اندازہ لگا کر کہ آواز بصورت داد کہاں سے آئی ہے میرے ساتھ بیٹھے میرے دوست عبدالستار کو اٹھالیا اور اُنہیں کہنے لگے کہ اپنا نام اور رول نمبر بتاؤ۔ میں ابھی ''بلیک لسٹ'' میں تمہارا نام درج کرتا ہوں اُن دنوں ''بلیک لسٹ'' طالب علموں کے لیے ایک بہت بڑی سخت وارننگ تھی۔ جس لڑکے کا نام ''بلیک لسٹ'' میں شامل ہو جاتا پھر اُس کے بعد اُس طالب علم سے ذرا سی بھی ایسی حرکت ہو جاتی جو کالج کے نظم کو مجروح کرنے والی ہوتی تو اُسے کالج سے ہی خارج کر دیا جاتا تھا۔ اب عبدالستار بے چارہ کہے جا رہا تھا کہ:

''سر میں نے داد نہیں دی اور وہ پریشانی میں میرے نام کے ساتھ جناب لگا کر اُنہیں کہہ رہا تھا کہ جناب شبیر نے داد دی ہے''

لیکن شور صاحب عبدالستار کی بات نہیں مان رہے تھے اور متواتر عبدالستار کا نام اور رول نمبر پوچھ رہے تھے۔ اس پر میں اُٹھ کر کھڑا ہوا اور میں نے شور صاحب کو عرض کیا کہ:

''سر یہ گستاخی اور بے ادبی مجھ سے سرزد ہوئی ہے عبدالستار سے نہیں ہوئی اس لیے اگر آپ نے بلیک لسٹ کرنا ہے تو مجھے کریں کہ میں ہی اس کا قصوروار ہوں عبدالستار خان نہیں ہے۔''

میرے یہ کہنے سے پروفیسر صاحب بڑے حیران ہوئے اور میرے قریب آ کر اپنی وہی پنسل جس سے وہ عبدالستار کا نام اور رول نمبر لکھنا چاہتے تھے۔ میرے پیٹ میں چھو کر مجھے کہنے لگے:

''کریکٹر کے معلوم ہوتے ہو، کریکٹر...... کے اس دفعہ معاف کرتا ہوں، آئندہ ایسی حرکت ہوئی تو معافی نہیں ہوگی۔ کیا نام ہے آپ کا؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے شبیر کہتے ہیں۔ یہ تھا وہ تعارف جو بعد میں مجھے شور صاحب کے بہت قریب لے آیا۔ جس کا ذکر متعدد مواقع پر آئے گا۔

سرور اعوان:

جب میں کالج میں داخل ہوا تو اس وقت سرور اعوان کالج سٹوڈنٹس یونین کے صدر تھے۔ کالج ہاکی ٹیم کے کھلاڑی بھی تھے اور ''ان سائیڈ لفٹ'' کی پوزیشن پر کھیلتے تھے۔ کالج میں اُن کا ایک منفرد مقام تھا۔ مجھے یاد ہے کہ اُن کی

صدارت میں کالج کے اندر ایک بین کلیاتی مباحثہ بھی ہوا۔ جس کی صدارت بطور صدر سٹوڈنٹ یونین اُنھوں نے کی تھی، پورے صوبے کے مختلف کالجوں کے مقررین نے اس مباحثے میں شرکت کی تھی۔ جن میں ارشد کاظمی اور دوسرے معروف مقررین اپنی خطابت کے جوہر دکھائے۔ مباحثے کا عنوان ''تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیّت ہے'' تھا۔

سرور اعوان نے اس مباحثے کے دوران اپنی صلاحیتوں کا ویسے ہی مظاہرہ کیا جیسے وہ ہاکی کے میدان میں اپنے معیاری کھیل کے ذریعے کرتے تھے۔ بعد میں جب وہ بی۔ اے کر چکے تو اُنھوں نے کسٹم کے شعبے میں ملازمت کر لی۔ کسٹم کی طرف سے نیشنل ہاکی چیمپئن شپ میں بھی کھیلتے رہے۔ کسٹم کی نوکری سے فارغ ہوئے تو کراچی کے ہی ہو کے رہ گئے اور ایک لمبے عرصے تک کراچی کے پنجابی ایکٹوسٹوں کے رہنما کے طور پر پورے ملک میں مشہور رہے۔ کالج میں اُن کے قریبی دوست شفیق بٹ تھے۔ اُنھیں بھی ہاکی کھیلنے کا شوق تو تھا لیکن کالج ٹیم میں اپنی جگہ نہ بنا سکے۔ شفیق بٹ نے لا کا امتحان دے کر فیصل آباد میں پریکٹس شروع کی اور میرے دوستوں میں تاحیات شامل رہے۔

یونیورسٹی میچ:

یونیورسٹی ہاکی ٹورنامنٹ میں ہماری ہاکی ٹیم کی کارکردگی اُس سال بڑی اچھی رہی۔ پنجاب یونیورسٹی جس کی حد کوئٹہ تک تھی اُسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ ایک لاہور زون جس میں لاہور کے تمام کالجوں کی ٹیمیں شرکت کرتی تھیں۔ ایک روالپنڈی زون جس میں سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور راولپنڈی اور اس کے علاوہ دوسرے شہروں کی ٹیمیں شرکت کرتی تھیں۔ اور تیسرے زون میں فیصل آباد سے لے کر کوئٹہ تک کے کالجوں کی ٹیموں کے درمیان میچ ہوتے تھے۔ یہی زون ہمارا دائرۂ عمل تھا۔ ان تینوں زون کی فاتح ٹیموں کے درمیان پھر میچ ہوتے تھے اور جو ٹیم ان میں فاتح ٹھہرتی وہ یونیورسٹی چیمپئن کہلاتی تھی۔ ۱۹۵۳ء میں جب ٹورنامنٹ شروع ہوا تو ہماری ہاکی ٹیم نے زرعی کالج اور گورنمنٹ کالج ساہیوال کی مضبوط ٹیم کو شکست دے کر ٹورنامنٹ میں اپنی پوزیشن کو مضبوط بنا لیا تھا۔ اب اس کے بعد ہم اُن تین ٹیموں میں شامل ہو گئے، اب ہمیں اسلامیہ کالج لاہور اور گارڈن کالج راولپنڈی کی ٹیموں کے ساتھ میچ کھیلنا تھا۔ گارڈن کالج کے ساتھ میچ کھیلنے کے لیے ہمیں راولپنڈی جانا تھا چنانچہ ہم نے راولپنڈی جا کر وہ میچ بھی جیت لیا۔ اور اب یونیورسٹی ہاکی ٹورنامنٹ کا فائنل اسلامیہ کالج لاہور سے کھیلنا تھا۔ جو ایک بہت ہی معیاری اور مضبوط ٹیم تھی۔ جس میں نسیم سنٹر فارورڈ، ذکاء الدین ان سائیڈ رائٹ اور جمیل ان سائیڈ لفٹ کی پوزیشن پر کھیلتے تھے اور یہ تینوں لڑکے اُس وقت پاکستان ٹیم کے چناؤ کے لیے اُس وقت پاکستان ٹیم کے کیمپ میں تھے۔ جن سے پاکستان کی ہاکی ٹیم کا فائنل چناؤ ہونا تھا۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلامیہ کالج لاہور کی ٹیم کتنی مضبوط تھی اور پھر اس ٹیم کے فل بیک بھی رمضان اور دل دار جیسے معروف کھلاڑی تھے یعنی

اس ٹیم کا دفاع بھی بہت مضبوط تھا اور فارورڈ لائن بھی انتہائی مضبوط اور مؤثر تھی۔

چودھری صاحب نے اس میچ کی تیاری کے لیے خصوصی کوششیں شروع کر دیں۔ نماز فجر کے بعد تمام کھلاڑیوں کو پی۔ٹی کے لیے روزانہ بلا لیا جاتا۔ بیس سے پچیس منٹ تک یہ انتہائی شدید ورزش کا سیشن ہوتا تھا۔ جس میں ہم انتہائی تھک جاتے تھے۔ یہ پی۔ٹی اتنی سخت ہوتی کہ ہم روزانہ کھیلنے والے بھی اس پی۔ٹی سے گھبراتے تھے۔ ایک روز ہماری ٹیم کے سنٹر ہاف اختر تو پی۔ٹی کے دوران بے ہوش بھی ہو گئے تھے اُنہیں ہوش دلایا گیا تو ہوش میں آتے ہیں بے ساختہ جوان کے منہ سے نکلا وہ اب تک مجھے یاد ہے کہنے لگا:

''مجھے تو ماں کہتی تھی کہ بیٹا پی ٹی کرنے نہ جانا''

پی ٹی کے دوران ہم تو ''کِٹ'' میں ہوتے ہی تھے۔ لیکن چودھری غلام رسول ڈی۔ پی۔ ای بھی ''پراپر کٹ'' میں ہوتے باقاعدہ نیکر پاؤں میں فلیٹ، جرسی وغیرہ پہن کر آتے تھے۔ پی ٹی کے بعد وہ ہمیں کالج کنٹین میں لے جاتے اور ہر کھلاڑی کو آدھ سیر دودھ اور دو ابلے ہوئے انڈے کھلاتے تو صبح کی پی ٹی پریڈ ختم کر کے گھر آنے کی اجازت ملتی اور شام کو گراؤنڈ میں بھی وہ خود موجود ہوتے تھے، دو دو گھنٹے تک ہمارا پریکٹس کا پیریڈ جاری رہتا تھا۔

اسلامیہ کالج لاہور سے یونیورسٹی ٹورنامنٹ کا فائنل میچ:

آخر وہ دن آ گیا جس کے لیے ہم نے انتہائی محنت کی تھی۔ اسلامیہ کالج لاہور کی ہاکی ٹیم جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے انتہائی مضبوط تھی۔ لیکن ہماری ٹیم بھی کسی حوالے سے اُن سے کم نہیں تھی، اُن کے ''انر ٹریک'' میں اگر ذکاء الدین جو بعد میں پاکستان کی ہاکی ٹیم میں برسوں ''ان سائیڈ رائٹ'' پوزیشن پر کھیلتے رہے تھے تو ہماری ٹیم میں بھی سیف لودھی شہید (۱۹۶۵ء کی جنگ میں انہوں نے بطور پائلٹ شرکت کی تھی اور شہید ہو گئے تھے) اور سرور اعوان جیسے پلیئر تھے جو بڑی سے بڑی مضبوط دفاعی لائن کو توڑ کر گول کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ گول میں میاں خان ایک معیاری گول کیپر تھے، خوشی محمد اور ظفر بڑے مضبوط ''فل بیک'' جبکہ میں ''رائٹ ہاف اور احسان ''لفٹ ہاف'' کی پوزیشن اور اختر سنٹر ہاف تھے۔ ہمارے ''آؤٹ سائیڈ رائٹ'' اشرف، ''ان سائیڈ رائیٹ'' سیف لودھی، سنٹر فارورڈ بشیر، ان سائیڈ سرور اعوان اور ''آؤٹ سائیڈ لفٹ'' ظفر ہر لحاظ سے معیاری کھلاڑی تھے۔ میچ کے دوران پورا گراؤنڈ شہریوں سے بھرا ہوا تھا۔ کہیں تل دھرنے کی جگہ خالی نہیں تھی پورا شہر جیسے یہ میچ دیکھنے کے لیے چلا آیا ہو۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ بڑا معیاری میچ ہوا لیکن پہلے دن ''ایکسٹرا ٹائم'' کے باوجود بھی میچ برابر رہا۔ یونیورسٹی کے ریفریوں نے میچ دوسرے دن کھیلنے کا اعلان کر دیا۔ دوسرے دن پھر وہی صورت حال تھی زبردست میچ ہوا لیکن اس دن ہمیں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور میچ اسلامیہ کالج لاہور کی ٹیم نے دو ایک سے جیت لیا۔

افسوس تو ہوا مگر چونکہ ہم کھیل کر ہارے تھے اس لیے لوگوں نے ہمیں بھی اسی طرح داد دی جس طرح وہ لاہور کے کھلاڑیوں کو مبارک دے رہے تھے۔ میرے خیال میں یہ میچ گورنمنٹ کالج کی تاریخ میں ایک اہم میچ کے طور پر یاد کیا جاتا رہے گا۔ ہم اگرچہ پنجاب یونیورسٹی ہاکی چیمپئن نہ بن سکے لیکن ''رنراپ'' کا اعزاز ہمیں حاصل ہوا۔ جو گورنمنٹ کالج کو اپنے ہاکی کے میدان میں پہلی دفعہ ملا۔ کہ ہم یونیورسٹی آف پنجاب میں دوسرے نمبر کی ہاکی ٹیم قرار دیے گئے۔ اب یونیورسٹی میچ تو ختم ہو گئے لیکن یونیورسٹی ٹیم کے چناؤ کے لیے پنجاب یونیورسٹی گراؤنڈ لاہور میں ہاکی ''ٹرائل'' شروع ہو گئے۔ تین دن تک ٹرائل ہوتے رہے۔ کالج والوں نے میرا نام بھی یونیورسٹی ہاکی ٹیم کے ٹرائل کے لیے بھیجا اور میں یونیورسٹی ہاکی ٹیم کے لیے بھی منتخب ہو گیا۔ یہ میرے لیے ایک بہت بڑا اعزاز تھا کہ میں فسٹ ائیر میں ہی یونیورسٹی ہاکی ٹیم کا رکن بن گیا اور اس پر مجھے اپنے کالج کی طرف سے ''رول آف آنز'' کا سرٹیفکیٹ عطا کیا گیا۔ پھر میں پورے چھے سال تک پنجاب یونیورسٹی ہاکی ٹیم کے رکن کی حیثیت میں انٹر یونیورسٹی ہاکی ٹورنامنٹ کھیلتا رہا اور پھر ۵۹۔۱۹۵۸ء میں، میں نے پنجاب یونیورسٹی ہاکی ٹیم کی قیادت کی اور اس پر مجھے گورنمنٹ کالج لاہور کی طرف سے بھی ''رول آف آنز'' کی سند عطا کی گئی۔ اس سال (یعنی ۵۹۔۱۹۵۸ء) میں انٹر یونیورسٹی ہاکی ٹورنامنٹ جام شورو (سندھ) کے ہاکی میدان میں ہوا تھا اور اس ٹورنامنٹ میں طارق عزیز جو بعد میں پاکستان ہاکی ٹیم کے رکن کی حیثیت سے کھیلتے رہے اور جن کی قیادت میں ایک دفعہ ورلڈ اولمپک میں پاکستان کی ہاکی ٹیم چیمپئن قرار دی گئی تھی میری قیادت میں اس ٹورنامنٹ میں کھیلے تھے۔ (جاری ہے)

☆☆☆

ماں کا صدمہ

حبیب الرحمٰن بٹالوی

بارہ سالہ حمزہ ہاتھ جوڑ کر اپنی ماں کی میّت پر کھڑا روتے ہوئے بار بار کہہ رہا تھا:

''ماں! مجھے معاف کردیں۔ خدا کے لیے معاف کردیں۔ ایک دفعہ اٹھ جائیں۔

میں ہمیشہ آپ کا کہا مانوں گا۔''

میّت کے اردگرد بیٹھی غم زدہ خواتین، مرنے والے کے عزیز اقربا سبھی رو رہے تھے، اُس کی جدائی میں ہلکان ہو رہے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا: ''اچھا ہوا، ماں پہلے چلی گئی، آج اگر وہ زندہ ہوتی تو بیٹی کا صدمہ کیسے برداشت کرتی۔''

ایک آواز آئی: ''بیٹی اپنی ماں کی میت کے پاس آخر تک بیٹھی رہی تھی۔ اُس نے ماں سے کہا ہوگا۔ ماں!

تو چل، میں تیرے پیچھے آرہی ہوں۔''

ایک عورت کہہ رہی تھی: ''بیٹی! تو نے یہ نہ سوچا کہ تو اپنی ماں کے بغیر چار دن نہ رہ سکی، تیرے بچے تیرے بغیر کیسے گزراہ کریں گے۔''

ایک ہمسائی کہہ رہی تھی: ''ہم تو انتظار کررہی تھیں کہ بیٹی گوجرانوالہ سے آئے گی تو ہم اُس سے، اُس کی ماں کا افسوس کریں گی۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ بیٹی خود ماں کے پاس چلی جائے گی۔''

ماں کے بغیر رہ جانے والے تین بچوں کی پھوپھی اُن سے کہہ رہی تھی: ''میرے بچو! آج سے میں نے سکول کی نوکری ختم کردی۔ اب میں صرف تمہاری نوکری کروں گی۔ تمہیں سب کچھ دوں گی مگر تمہاری ماں نہیں دے سکتی۔''

یہ میری اکلوتی بھانجی تھی جو خانقاہ ڈوگراں سے اپنی ماں کے انتقال پر گوجرانوالہ گئی تھی اور پھر گھر واپس آنے کا حکم نہ ہوا۔ صرف پانچ دن بعد، ماں کی موت کے صدمے سے ہی، اللہ کو پیاری ہوگئی۔ اپنے تین پھول جیسے بچوں کو روتا دھوتا چھوڑ کر...... صبح دم پھولوں نے آسمان کی طرف منہ کرکے فریاد کی کہ ہم سے ہماری شبنم چھین لی گئی ہے۔ اُنہیں کیا معلوم تھا کہ آسمان اپنے ستارے بھی کھو چکا ہے!

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ بے پروا ہے۔ بڑی حکمت والا ہے۔ بہتر جانتا ہے، خیر کس بات میں ہے، بھلائی کس بات میں ہے۔ ہم کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہماری سوچ محدود ہے۔ ہمارا علم ناقص ہے۔ ہم صرف دعا کرسکتے ہیں کہ وہ ہم

سب کی زندگی، موت اور آخرت آسان کر دے ورنہ موت تو اٹل ہے۔ ایک حقیقت ہے۔ آنی ہی آنی ہے۔ ہر ذی روح کے سر پہ منڈلا رہی ہے۔

قبر کے چوکھٹے خالی ہیں انہیں مت بھولو
جانے کب؟ کون سی تصویر لگا دی جائے

اور

کلبۂ افلاس میں، دولت کے کاشانے میں موت!
دشت و در میں، بحر میں، قلزم میں، ویرانے میں موت
موت ہے ہنگامہ آرا قلزم خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں
نَے مجال شکوہ ہے نَے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے اک طوقِ گلو افشار ہے

ہفتہ ۱۵؍ دسمبر ۲۰۱۲ء رات آٹھ بجے راقم کی ہمشیرہ انتقال کر گئیں۔ پرانے دور کی ایک گھر گرہستن خاتون جس نے اپنے چھوٹے بھائیوں کو، بیوہ ماں کے ساتھ مل کر پالا۔ اپنی عمر کا ایک حصہ، ہماری دیکھ بھال پر قربان کر دیا۔ جسے ہم ماں ہی کا درجہ دیتے تھے۔ ہر بات اُن سے پوچھ کر کرتے۔ خاندان میں جس کی ذہانت اور فراست مسلّمہ تھی۔ ایک قناعت پسند، سفید پوش، نفیس طبع خاتون، گفتار و کردار میں بے مثال، صاف ستھرے ذہن کی مالک۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک۔ اپنے بھتیجے اور بھتیجیوں کی ہر دل عزیز ''پھوپھی۔'' خودداری کا پیکر، نیک سیرت اور عبادت گزار!

عُمرے کے دوران، مکہ مکرّمہ میں میری اس ہمشیرہ نے اپنی ایک قلبی واردات سنائی کہ جب راقم ایک موقع پر، گوجرانوالہ سے اپنے سب متعلقین سے یہ کہہ کر واپس آیا کہ اب ان شاء اللہ عُمرے کے بعد ہی ملاقات ہوگی۔ تو ہمشیرہ کہتی ہیں کہ اُنھوں نے اندر کمرے میں نماز ادا کی اور بڑی دیر تک روتی رہیں، اس حسرت اور دعا کے ساتھ کہ کاش! آج میری اتنی حیثیت ہوتی کہ میں بھی بھائی کے ساتھ حرم پاک اور روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پر جاسکتی۔ اس بات کے تین دن بعد چھوٹے بھائی کا پیغام آ گیا کہ آپا جی! آپ بھی تیاری کریں۔ بھائی جان کے ساتھ عُمرے پر جائیں گی۔ اِسی بہن کے انتقال کے پانچ دن بعد میری اکلوتی بھانجی بھی، ماں کی جدائی کا صدمہ برداشت نہ کر سکنے کے باعث اپنی ماں سے جا ملی تھی اور اس کا بارہ سالہ بیٹا اُس کی میت پر کھڑا رو رہا تھا۔ ہاتھ جوڑ جوڑ کر ماں سے کہہ رہا تھا: ''ماں جی! مجھے معاف کر

دیں۔ خدا کے لیے معاف کر دیں۔ صرف ایک دفعہ اُٹھ جائیں۔ میں ہمیشہ آپ کا کہا مانوں گا۔''

آخر میں مریم بیٹی کا ایک تعزیتی خط جو اُس نے بہن اور بھانجی کے انتقال پر تحریر کیا:

'''' بہت بار سوچا کہ آپ کو فون کروں مگر ہمّت ہی نہیں ہوئی۔ اتنی ہمّت ہی نہیں ہوئی کہ انسان کی زندگی نہ رہے تو انسان اس نقصان پر کیا حرفِ تسلّی کہے۔ اور پھر اُس شخص سے جو دوسروں کو حوصلہ دینے والا ہو۔ دوسروں کا ہاتھ تھام کر چلنے والا ہو۔ اور پھر اُس کے اپنے ہاتھ سے دو بہت پیاروں کے ہاتھ چھوٹ جائیں اور وہ کھو جائیں اور بس یادوں کی دھند میں لپٹے نظر آئیں۔ ماؤں جیسی ایک ہی بہن اور پھر اُس کے بعد، بہن کا عکس بھی غائب ہو جائے۔ دل میں ایک ہی سوال آتا ہے کہ پیاروں کو کیوں لے لیا جاتا ہے! اور پھر دل کے گوشے سے آواز آتی ہے کہ اُن کو تو ہم سے بھی کہیں زیادہ پیار کرنے والے نے اپنے پاس بلایا ہے۔ اور جن سے وہ چھین لیے گئے ہیں تو ان کو تو انسانی معیار و مقدار سے کہیں زیادہ پیار کرنے والی ہستی موجود ہے۔ زندہ ہے۔ وہی ان چھوڑ کے جانے والوں کے بغیر بھی جینا سکھا دے گی۔ اُن سے جدا ہونے کے غم کو بھلا دے گی۔ مکمل نہ سہی مگر اتنا تو کرے گی کہ غم کے زخم پر، صبر کا پیوند لگا دے گی۔ مسلسل درد سے کچھ تو افاقہ پیدا کر دے گی!

بس دعا تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جانے والوں کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور پیچھے رہ جانے والوں کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔

غم جتنا بھی کریں اُن کا زمانے والے
جانے والے تو نہیں لوٹ کے آنے والے
ایک پل چھین کے لے جاتا ہے انسان کو
پیچھے رہ جاتے ہیں ساتھ نباہنے والے

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

گزشتہ عنوان کے تحت حضرات انبیاءکرام علیہم السلام کے متعلق مرزا قادیانی کے چالیس جھوٹ تحریر کیے گئے تھے۔ چونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱۔　مجھ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ (العیاذ باللہ)

۲۔　میں حضور علیہ السلام کا محبّ، فرماں بردار ہوں۔

۳۔　میں نے حضور علیہ السلام کی کمال درجہ پیروی کر کے نبوت کا مقام پایا ہے۔

مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا بشیر احمد ایم اے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُمّتِ محمدیہ میں مرزا قادیانی سے بڑھ کر حضور علیہ السلام سے محبت کرنے والا پیدا ہی نہیں ہوا۔

اس لیے احقر نے یہ ضروری سمجھا کہ حضرت امام الانبیاء، خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی مرزا قادیانی کے گستاخانہ کلمات جمع کر دیے جائیں تا کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت ناواقف مسلمانوں کے سامنے آسکے، مرزا قادیانی کی تمام تحریریں دلی جذبات کو بمشکل قابو کر کے نقل کی گئیں ہیں۔ قارئین بھی دل تھام کر ملاحظہ فرمائیں، یہ واضح رہے کہ اس سلسلہ مضامین کے تمام حوالے احقر نے روحانی خزائن کی ترتیب سے لکھے تھے لیکن اس عنوان کے تحت بوجوہ وہ ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی۔

جھوٹ نمبر ۱:

خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۵۰۲)

فائدہ:　روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۰۷ اور ۲۱۲ پر بھی یہی مضمون لکھا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر۲:

پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا مگر پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۲۰۹)

جھوٹ نمبر۳:

خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اسم محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں یعنی اب جلالی رنگ کی کوئی خدمت باقی نہیں کیونکہ مناسب حد تک وہ جلال ظاہر کر چکا، سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔ (اربعین روحانی خزائن، جلد:۱۷،ص:۴۴۵،۴۴۶)

جھوٹ نمبر۴:

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب روحانی خزائن، جلد:۱۵،ص:۱۳۴)

ترجمہ: میں زمانے کا مسیح اور کلیم خدا (موسیٰ علیہ السلام) ہوں۔ میں محمد ہوں میں احمد مجتبیٰ ہوں

جھوٹ نمبر۵:

احمد آخر زمان نامِ من است
آخریں جام ہمیں جامِ من است

(درثمین، ص:۲۴۰، مطبوعہ انجمن احمدیہ لاہور)

ترجمہ: احمد آخر زمان میرا نام ہے اور (ایمان و معرفت کا) آخری جام میرا ہی جام ہے۔

جھوٹ نمبر۶:

پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔

(ملفوظات، جلد: سوم، ص:۲۷۰)

جھوٹ نمبر ۷:

اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن، جلد:۱۶، ص:۲۵۸، ۲۵۹)

جھوٹ نمبر ۸:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد:۱۷، ص:۲۴۹)

جھوٹ نمبر ۹:

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا اس لیے قرآن شریف کی آیت وَ آخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اسی وجہ سے پیدا ہوئی کہ تا دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیے تھا اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا، سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی، ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لیے وسائل پیدا ہوگئے تھے۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ، ص:۱۰۱، روحانی خزائن، ص:۲۶۳، جلد:۱۷)

جھوٹ نمبر ۱۰:

اس کے (یعنی نبی کریم کے) لیے (صرف) چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی، ص:۷۱، روحانی خزائن، جلد:۱۹، ص:۱۸۳)

جھوٹ نمبر ۱۱:

اور جیسا کہ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ہوگا گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا اور وہ حضرت مسیح کے رنگ میں جمالی طور

پر دین کو پھیلائے گا۔(اربعین نمبر۳،ص:۳۱۔۳۲،روحانی خزائن،جلد:۱۷،ص:۴۲۱)

جھوٹ نمبر۱۲:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور نہ **دابۃ الارض** کی ماہیت **کما ھی** ظاہر فرمائی گئی......تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔(ازالہ اوہام،ص:۲۹۱،روحانی خزائن،ص:۲۷۳،جلد:۳)

تجزیہ:

احادیث کی کتب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم، دجال، دابۃ الارض اور یاجوج ماجوج وغیرہ کے مفصل حالات موجود ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام حقائق بیان فرمائے ہیں۔اس لیے مرزا کا یہ کہنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مذکورہ امور کی کچھ خبر نہ تھی محض افتراء اور جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر۱۳:

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں، میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمدؐ کے پاس ہی رہی۔(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن،جلد:۱۰،ص:۲۱۶)

جھوٹ نمبر۱۴:

مرزا کا رحمۃ للعالمین ہونے کا دعویٰ:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو جہانوں کے لیے رحمت ہیں مگر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ یہ وحی مجھ پر نازل ہوئی۔

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (تذکرہ،ص:۲۳۴،طبع دوم)

(احقر نے ایک بحث میں ایک مرزائی کے سامنے یہ حوالہ پیش کیا تو اسے پسینہ چھوٹ گیا اور اس نے میرے ساتھ مزید گفتگو کرنے سے انکار کر دیا)

جھوٹ نمبر۱۵:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے **ھو الذی**

ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ،مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی۔(دیکھیں: مرزا قادیانی کی وحی کا مجموعہ تذکرہ،ص:۳۷۷،طبع دوم)

جھوٹ نمبر۱۶:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ درج ذیل آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی،

و لقد لبثت فیکم عمراً من قبلہٖ افلا تعقلون. (النحل)

مرزا قادیانی اس قرآنی آیت کو اپنی وحی قرار دیتا ہے۔(دیکھیں: تذکرہ،ص:۶۳۴،طبع دوم)

جھوٹ نمبر۱۷:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ آیت کریمہ **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ** (آل عمران) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے مگر مرزا قادیانی اس آیت کے متعلق لکھتا ہے کہ یہ میری وحی ہے (تذکرہ،ص:۶۳۴)

جھوٹ نمبر۱۸:

ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ سورت مزمل کی آیت **انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ یہ میری شان میں نازل ہوئی۔(تذکرہ،ص:۶۵۱۔۶۵۲،طبع دوم)

جھوٹ نمبر۱۹:

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان کے حوالہ سے درج ذیل آیت **ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم** کے متعلق ہر مسلمان کا یقین ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے۔مگر مرزا قادیانی اس آیت کریمہ کو اپنی وحی قرار دیتا ہے۔(دیکھیں: تذکرہ،۶۳۲،طبع دوم)

جھوٹ نمبر۲۰:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول وفعل،وحی الٰہی کے تابع ہوتا تھا اور آیت کریمہ **و ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی** حضور علیہ السلام کی شان اقدس میں نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی اس آیت

کے متعلق دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر نازل ہوئی۔ (دیکھیں: تذکرہ، صفحہ ۴۰۶۔۴۰۷، طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۲۱:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے باہمی جھگڑوں کے لیے حکم یعنی ثالث ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ہر فیصلہ حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے اور **فلا و ربک لا یؤمنون......و یسلموا تسلیما** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی تھی۔ (تذکرہ، ص:۳۸۹، طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۲۲:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ سورۃ الفتح کی ابتدا میں حضور علیہ السلام سے فتح مکہ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ مگر مرزا قادیانی کہتا ہے یہ میری وحی ہے **انا فتحنا لک فتحا مبینا** (روحانی خزائن، جلد:۲۳، ص:۹۷)

جھوٹ نمبر ۲۳:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ درج ذیل آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی **الرحمٰن علم القرآن** مگر مرزا قادیانی اسے اپنی وحی قرار دیتا ہے۔ (دیکھیں: روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۷۳)

جھوٹ نمبر ۲۴:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ سورۃ الاحزاب میں داعی الی اللہ اور سراج منیر (چمکتا ہوا سورج) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لقب دیا گیا ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ دونوں القاب میرے ہیں۔ یہ وحی مجھ پر نازل ہوئی تھی **و داعیا الی اللّٰہ باذنہ و سراجا منیرا** (روحانی خزائن، جلد:۲۲، صفحہ:۷۸)

جھوٹ نمبر ۲۵:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ یہ آیات **یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین.** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہیں مگر مرزا قادیانی اسے اپنی وحی قرار دیتا ہے۔ (روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۱۱۵۔ تذکرہ، ص:۶۵۹، طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۲۶:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ سورت الکوثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ سورۃ مجھ پر اتری۔ (دیکھیں: تذکرہ، ص:۵۹۴، طبع دوم)

جھوٹ نمبر۲۷:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اذا جاء نصر اللہ و الفتح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی اسے اپنی وحی قرار دیتا ہے۔(دیکھیں: اربعین نمبر۲، روحانی خزائن، جلد:۱۷،ص:۳۸۰، تذکرہ،ص:۴۸)

جھوٹ نمبر۲۸:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ آیت کریم لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا . نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی مگر مرزا قادیانی نے اسے اپنی وحی قرار دیا اور اس کے شروع میں قل کا اضافہ کر دیا اور لکھا۔قل لو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (اربعین نمبر۲، روحانی خزائن جلد:۱۷،ص:۳۸۲، تذکرہ،ص:۳۸۲ طبع دوم)

جھوٹ نمبر۲۹:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یا ادم اسکن انت و زوجک الجنّۃ قرآن مجید کی آیت ہے مگر مرزا قادیانی یہ کہتا ہے کہ یہ وحی مجھ پر نازل ہوئی تھی۔(اربعین نمبر۳، روحانی خزائن، جلد:۱۷،ص:۴۱۰۔۴۱۱، تذکرہ،ص:۲۷ طبع دوم)

جھوٹ نمبر۳۰:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب......عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور یہ تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔(مرزا قادیانی کا خط مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان، ۲۲؍فروری ۱۹۲۴)

جھوٹ نمبر۳۱:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سورت الم نشرح کی آیت و رفعنا لک ذکرک اور دیگر آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس بیان کی گئی ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی تھی۔(تذکرہ،ص:۹۸، ۲۷، ۲۷، ۳۲ طبع دوم)

جھوٹ نمبر۳۲:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عالمگیر رسول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے اور قل یایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھی مگر مرزا قادیانی اس آیت کو اپنی وحی قرار دیتا ہے۔

(تذکرہ،ص:۳۶۰ طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۳۳:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آیت کریمہ **سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی تھی مرزا قادیانی اس آیت کو اپنی وحی قرار دیتا ہے۔ (تذکرہ، ص:۸۱،۲۷۸، طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۳۴:

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ **یاایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی مگر مرزا قادیانی اسے اپنے وحی قرار دیتا ہے۔ (دیکھیں: تذکرہ، ص:۱۵طبع دوم)

جھوٹ نمبر ۳۵:

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں اس وقت پوری طرح سے تجلّی فرمائی۔

(خطبہ الہامیہ، ص:۱۷۷، روحانی خزائن، جلد:۱۶، ص:۲۶۶)

جھوٹ نمبر ۳۶:

جس نے اس بات سے انکار کیا کہ نبی علیہ السلام کی بعثت چھٹے ہزار سے تعلق رکھتی ہے جیسا کہ پانچویں ہزار سے تعلق رکھتی تھی پس اس نے حق کا اور نص قرآن کا انکار کیا بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت اُن سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔

(خطبہ الہامیہ، ص:۱۷۱۔۲۷۲، روحانی خزائن، جلد:۱۶، ص:۲۷۱۔۲۷۲)

جھوٹ نمبر ۳۷:

اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے۔ پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس ان ہی معنوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ **لقد نصر کم اللّٰہ ببدر**

(خطبہ الہامیہ، ص:۱۸۴، روحانی خزائن، جلد:۱۶، ص:۲۷۵۔۲۷۶)

جھوٹ نمبر ۳۸:

خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفّن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔ (تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد: ۱۷، ص: ۲۰۵)

تجزیہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی زیادہ توہین اور اس پر بھی دعویٰ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آیا ایسا شخص مسلمان ہوسکتا ہے؟

جھوٹ نمبر ۳۹:

اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم کے زمانے میں گزر گیا اور دوسری فتح باقی رہی جو کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا وقت ہو۔ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن، جلد: ۱۶، ص: ۲۸۸)

جھوٹ نمبر ۴۰:

ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ یہ آیت ''یریدون لیطفؤا نور اللّٰہ بافواھھم واللّٰہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی مگر مرزا کہتا ہے کہ مجھ پر نازل ہوئی۔ (تذکرہ، طبع دوم، ص ۶۳۶)

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
28 فروری 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

لاہور میں قادیانیوں کے پریس پر چھاپہ

توہین رسالت پر مبنی کتابیں برآمد

سیف اللہ خالد

لاہور میں توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی کتب شائع کرنے والا قادیانیوں کا خفیہ پریس پکڑا گیا۔ پولیس نے چھاپہ مار کر سیکڑوں کی تعداد میں کتب کی پلیٹس، ٹریسنگ اور شائع شدہ کتابیں قبضے میں لے کر پریس منیجر سمیت چار ملزمان کو گرفتار کر لیا ہے۔ جبکہ فرار ہونے والے مالکان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ قادیانی پولیس افسران، ملزموں کو بچانے کے لیے میدان میں آ گئے۔ تفتیشی ٹیم پر دباؤ ڈالنے کا انکشاف۔ تھانہ سانده پولیس نے ۲۹۵۔سی کی دفعہ مقدمہ میں شامل کرنے کی خاطر، ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اجازت طلب کر لی ہے۔ لاہور سے دستیاب اطلاعات کے مطابق، علاقہ سانده میں واقع چھوٹا سانده بس سٹاپ کے قریب ہی ایک دومنزلہ مکان سے اکثر شام کے وقت کتابوں سے بھری ہوئی ہائی ایس گاڑیاں نکلتی دیکھی جاتی تھیں۔ اہلِ محلّہ کو سرگرمیاں مشکوک لگیں، تو انہوں نے اپنے طور پر تحقیقات کیں، جس پر معلوم ہوا کہ اس گھر میں خفیہ طور پر ایک پریس کام کر رہا ہے، جس میں قادیانیوں کی وہ تمام کتب شائع ہوتی ہیں، جن میں ملعون مرزا قادیانی نے نہ صرف نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی، بلکہ سابق انبیائے کرام کی بھی توہین کی ہے۔ علاقے کے لوگوں نے حاصل کردہ معلومات پر مرکز ختم نبوت سے مشورے کے بعد گزشتہ روز اس وقت پولیس کو 15 پر کال کر دی، جب کتابوں سے بھری ایک گاڑی اس پریس سے نکل رہی تھی۔ جس پر پولیس نے ڈی ایس پی شمس الحق درانی کی قیادت میں موقع پر پہنچ کر اس گاڑی کی تلاشی لی تو اس میں سے قرآن کریم کا تحریف شدہ ترجمہ، مرزا ملعون کی توہین انبیا پر مشتمل کتاب ''روحانی خزائن'' اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین پر مبنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' کی سیکڑوں جلدیں برآمد کر لیں، جنہیں چھپا کر لے جایا جا رہا تھا۔

پولیس نے اہلِ علاقہ کی موجودگی میں مکان کے اندر تلاشی لی تو موقع پر موجود ملازمین، جو خدام احمدیہ کے کارکن تھے، نے مزاحمت کی کوشش کی۔ مگر پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔ مکان کے اندر رنگین طباعت کے لیے چار عدد مشینیں لگی ہوئی تھیں اور ایک سو کے قریب کتابوں کی ٹریسنگ اور سیکڑوں کی تعداد میں توہین آمیز مواد پر مشتمل کتب کی پلیٹس بھی موجود تھیں، جن کو پولیس نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ جبکہ بالائی منزل پر اس پریس سے متعلق دفتر اور نگرانی

کا بندوبست تھا۔ پولیس نے سارا ریکارڈ قبضے میں لے کر تھانہ سانده میں دفعہ ۲۹۸۔۲۹۵سی۔بی کے تحت مقدمات درج کر لیے ہیں، جبکہ دفعہ ۲۹۵۔سی کے تحت مقدمے کے اندراج کے لیے ہوم ڈیپارٹمنٹ سے رائے طلب کر لی گئی ہے۔

گزشتہ روز تھانہ سانده میں اس مقدمے کی تفتیش کے دوران ملزمان نے اعتراف کیا کہ اُن کا تعلق خدام احمدیہ سے ہے۔ یہ پریس خفیہ طور پر لگایا گیا ہے، اور اس کا نام ''بلینک ایرو'' استعمال کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ قادیانی جماعت کا تمام تر توہین آمیز مواد موجودہ آئین پاکستان کی رو سے غیر قانونی قرار دیا جا چکا ہے، اس پریس میں شائع ہوتا ہے اور اسے چناب نگر سے آنے والی مسافر ویگنوں میں خفیہ طور پر بھر کر چناب نگر لے جایا جاتا ہے۔ اس لٹریچر میں قرآن کریم کے تحریف شدہ تراجم کے علاوہ توہینِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مشتمل گم نام لٹریچر بھی شائع کر کے تقسیم کیا جاتا ہے، جو بعد ازاں ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایسے لٹریچر پر مشتمل پلیٹیں بھی برآمد ہوئی ہیں۔

پولیس نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ گرفتار ملزمان نے تفتیش کے دوران بتایا ہے کہ یہ جگہ ایک قادیانی ناصر نے بلا معاوضہ فراہم کر رکھی ہے۔ ناصر کی شہر میں کئی ایک میڈیکل لیبارٹریاں بھی کام کرتی ہیں۔ یہاں پر لگا ہوا پریس ایک دوسرے قادیانی، شیخ طارق محمود نے لگا کر قادیانی جماعت کو وقف کیا ہے اور قادیانی جماعت کا شعبہ وقف اس پریس کے معاملات کا انچارج ہے۔ تفتیش میں یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ اس پریس میں شائع ہونے والا توہین آمیز گستاخانہ لٹریچر شائع کرنے کے تمام مالی اخراجات شیزان کمپنی کے مالکان برداشت کرتے ہیں، اور یہ لٹریچر ملک میں مفت بانٹا جاتا ہے۔ پولیس نے ناصر، شیخ طارق محمود اور شیزان کمپنی کی انتظامیہ کو بھی شامل مقدمہ کر کے گرفتاری کی کوششیں شروع کر دی ہیں۔

مقدمے کے مدعی محمد طیب نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ پولیس نے حیرت انگیز طور پر پھرتی کا مظاہرہ کیا اور پرچہ بھی درج کر لیا ہے۔ انہیں تفتیشی ٹیم پر مکمل اعتماد ہے۔ جبکہ ''اُمّت'' کو لاہور پولیس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ پنجاب پولیس کے ایڈیشنل آئی جی انویسٹی گیشن ابوبکر خدابخش اعوان اور ایک اور پولیس افسر وسیم کوثر (دونوں افسران قادیانی ہیں) کو چناب نگر سے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور وہ تفتیشی ٹیم پر اثر انداز ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ ایف آئی آر درج کی جا چکی ہے اور مال مقدمہ بھی پولیس کے پاس محفوظ ہے، اس لیے وہ سردست خود کو بے دست و پا محسوس کرتے ہیں۔ مگر اُن کی پوری کوشش ہے کہ کسی طرح اس مقدمے کی تفتیش کو یہیں ختم کرا دیا جائے۔ چناب نگر سے دستیاب اطلاعات کے مطابق، یہ پریس قادیانی جماعت کا ایک بڑا خفیہ ہتھیار تھا، جس کے پکڑے جانے کے بعد نہ صرف قادیانی جماعت میں سراسیمگی پھیل گئی ہے بلکہ قادیانی ذمہ داروں نے قادیانی پولیس افسران کی بھی کھنچائی شروع کر دی ہے اور کوششیں کی جا رہی ہیں کہ اس مقدمے کو ختم کرا دیا جائے۔

(بہ شکریہ روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۱۰؍جنوری ۲۰۱۳ء)

ادارہ

اخبارالاحرار

مجلس احرارِ اسلام کا اعلیٰ سطحی تنظیمی اجلاس

چیچہ وطنی (۳؍جنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۲؍ربیع الاوّل کو چناب نگر میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوگی، دفتر احرار جامع مسجد چیچہ وطنی میں امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری کی صدارت میں منعقدہ اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ یکم مارچ کو چنیوٹ، ۳؍مارچ کو لاہور ۱۵؍مارچ کو حاصل پور، ۲۲؍مارچ کو بورے والا، ۲۹؍مارچ کو چناب نگر، ۴؍اپریل کو چیچہ وطنی جبکہ ۲۵؍اپریل کو ملتان میں ختم نبوت کانفرنسوں کا انعقاد ہوگا، اجلاس میں طے کیا گیا کہ مذکورہ کانفرنسوں کے علاوہ مارچ میں ۱۹۵۳ء کے شہداءِ ختم نبوت کی یاد میں ملک بھر میں اجتماعات منعقد ہوں گے، اجلاس کو عبداللطیف خالد چیمہ نے قادیانی ریشہ دوانیوں کی تازہ ترین صورت حال کے حوالے سے بریفنگ دی، اجلاس میں چناب نگر کانفرنس کے لئے سید محمد کفیل بخاری کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی گئی جس کا اجلاس ۷؍جنوری کو چناب نگر میں ہوگا، اجلاس میں ایک تعزیتی قرارداد میں مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد کی اہلیہ، جماعت اسلامی پاکستان کے نائب امیر پروفیسر عبدالغفور احمد، سید وقار الحسن ہمدانی کے ماموں ڈاکٹر سید عبدالرحمٰن ہمدانی (خیر پور ٹامیوالی) محمد ارشد چوھان کے والدِ گرامی، (چیچہ وطنی) محمد سلیمان (اوکاڑہ) کی والدہ ماجدہ، مرکزی مجلس شوریٰ مجلس احرار اسلام پاکستان کے رکن بھائی عبدالحکیم (ملتان)، بھائی محمد حسین وائیں (لاہور) اور حاجی محمد اشرف حاصل پور کے ماموں زاد بھائی محمد امین کے انتقال پرملال پر تعزیت کا اظہار کیا گیا اور اجتماعی دعائے مغفرت کرائی گئی، اجلاس میں سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس، مولانا محمد مغیرہ سمیت اکتیس مندوبین نے شرکت کی۔

جناب قاضی حسین احمد کے انتقال پر اظہارِ تعزیت

لاہور (۹؍جنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت نے سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد کے انتقال کو عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قاضی حسین احمد نے دینی وقومی سیاست میں تحمل و برداشت کو رواج اور فروغ دیا ہے اور مشاجرات کو نظر انداز کرنے کی پالیسی اپنائی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جماعت کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری کی جانب سے امیر جماعت اسلامی سید منور حسن اور ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ کو فون کر کے تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی، سید عطاء المہیمن بخاری

،عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور قاری محمد یوسف احرار نے مشترکہ تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ قاضی حسین احمد وحدتِ اُمت کے قائل تھے اور تمام مکاتب فکر کو ایک اکائی میں پرونے کے لئے انہوں نے جہدِ مسلسل کو آخر دم تک جاری رکھا، انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ اور ردِ قادیانیت کے لئے بھی قاضی حسین احمد مرحوم کی خدماتِ جلیلہ کو یاد رکھا جائے گا، احرار رہنماؤں نے قاضی حسین احمد مرحوم کے صاحبزادے قاضی آصف لقمان سے بھی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا کی ہے۔

غیر قانونی پریس کے ذمہ داران کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے (قائدین احرار)

لاہور (۱۱رجنوری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، قاری محمد یوسف احرار اور میاں محمد اویس نے مطالبہ کیا ہے کہ تھانہ سانده لاہور کے علاقے میں قادیانیوں کے ایک خفیہ پرنٹنگ پریس میں تحریف شدہ قرآن پاک، توہین رسالت اور توہین صحابہ پر مشتمل طبع ہونے والے لٹریچر کے قادیانی ذمہ داران کے خلاف مؤثر قانونی کارروائی کی جائے، مشترکہ بیان میں مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظِ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا ہے کہ ملزمان کو قانون کے شکنجے میں نہ لایا گیا تو کشیدگی جنم لے گی، انہوں نے الزام عائد کیا کہ اعلیٰ عہدوں پر فائز بعض قادیانی افسران ملزمان کی پُشت پناہی کررہے ہیں اور قادیانی امتناع قادیانیت ایکٹ کی مسلسل خلاف ورزیاں کر رہے ہیں۔

قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے والے اشتیاق احمد پر حملہ کرنے والے قادیانی ملزمان گرفتار کیے جائیں (عبداللطیف خالد چیمہ)

ملتان/جہانیاں (۱۶رجنوری) جہانیاں سب ڈویژن کے تمام مکاتب فکر کے مشترکہ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ (آج) ۱۸رجنوری کو جہانیاں میں بڑھتی ہوئی قادیانی غنڈہ گردی کے خلاف ''یوم احتجاج'' منایا جائے گا یہ فیصلہ گزشتہ روز جامع مسجد فاروقیہ جہانیاں میں مولانا منیر احمد اختر کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں کیا گیا، اجلاس کے مہمان خصوصی مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے خطاب اور پریس کانفرنس میں کہا کہ قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کرنے والے اشتیاق احمد پر حملہ کرنے والے باقی ماندہ قادیانی ملزمان کو بلا تاخیر گرفتار کیا جائے اور چک نمبر 145-10، آر میں مسجد سے مُشابہت رکھنے والی قادیانی عبادت گاہ کی ہیت تبدیل کی جائے اور اسلامی شعائر کے استعمال سے قادیانیوں کو قانوناً روکا جائے ورنہ علاقے میں کشیدگی پیدا ہوگی اور تمام تر ذمہ داری سرکاری انتظامیہ اور قادیانیوں پر عائد ہوگی، انہوں نے کہا کہ قادیانی صرف مذہبی طور پر ہی اسلام اور مسلمانوں کے دشمن نہیں بلکہ سیاسی طور پر بھی اسلامی جمہوریہ پاکستان کی سالمیت کے خلاف سرگرمِ عمل ہیں، قادیانی ریشہ دوانیوں کے خلاف جہانیاں میں دینی وسیاسی اور تجارتی وشہری حلقوں کا اتحاد تحریکِ ختم نبوت کی کامیابی ہے، اہلسنت والجماعت پاکستان کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی غنڈہ گردی کا قانونی سدباب نہ کیا گیا اور انتظامیہ نے قادیانیوں کو نکیل نہ ڈالی تو پیش آمدہ صورتحال کی ذمہ داری سرکاری حکام پر ہوگی، انہوں نے کہا کہ ہماری جدوجہد پُرامن

اور آئینی ہے اور امتناع قادیانیت ایکٹ کے اطلاق تک جاری رہے گا، اجلاس میں غور وخوض کے بعد ختم نبوت ایکشن کمیٹی جہانیاں کے قیام کا اعلان کیا گیا اور محمد اسحاق بھٹی کو اس کا کنونیئر منتخب کیا گیا اجلاس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ 25۔جنوری جمعتہ المبارک کو احتجاج کا دائرہ وسیع کردیا جائے گا، اجلاس میں انجمن تاجران کے صدر حاجی نذیر احمد، جامع مسجد رحمانیہ کے خطیب مولانا گلزار احمد، جماعت اسلامی کے ڈاکٹر عمران فاروق، جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد صابر، اہلسنت والجماعت کے چوہدری آصف محمود ورک، جمعیت اہلحدیث کے مولانا محمد اسماعیل، انجمن تاجران کے حاجی محمد سلیم طارق، انجمن تاجران کے بابا محمد اسحاق، انجمن تاجران کے عبدالغفار، صدر پریس کلب جہانیاں محمد خالد گجر، ضلعی صدر مسلم لیگ (ن) راؤ سعادت علی خاں، انجمن تاجران کے حاجی محمد ابراہیم، کیمسٹ ڈرگ ایسوسی ایشن کے میاں انوارالحق، مجلس احرارِ اسلام کے قاری محمد سالک اور دیگر نے بھی خطاب کیا جبکہ زندگی کے تمام شعبوں کی نمائندہ شخصیات نے بھرپور شرکت کی، اجلاس میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ مطالبات کی منظوری تک احتجاجی سلسلہ جاری رہے گا۔

ایوانِ صدر کی بالکونیوں اور سیاسی جماعتوں میں قادیانی موجود ہیں (عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (۲۸/دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے جامع مسجد ختم نبوت چندرائے روڈ کیلا کالونی لاہور میں ''تحفظ ختم نبوت اور حالات حاضرہ'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اکھنڈ بھارت کے مذہبی عقیدہ کے حامل قادیانی ملک وملت کیخلاف گھناؤنی سازشوں میں مصروف ہیں اور بدامنی کے ذریعے پاکستان کو ناکام ریاست بنانے کی خطرناک کوششیں ہورہی ہیں ایوان صدر کی بالکونیوں اور سیاسی جماعتوں کے اندر قادیانی ایلیمنٹ کا اثر ونفوذ موجود ہے، انہوں نے کہا کہ کراچی میں بدامنی، ٹارگٹ کلنگ اور بھتہ خوری نے شہریوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے اور قانون کی عملداری سیاسی بنیادوں پر ہورہی ہے، انہوں نے کہا کہ یہ ملک اسلام اور سلامتی کیلئے حاصل کیا گیا مگر سب سے زیادہ مظلوم بھی یہاں اسلام ہی ٹھہرا! انہوں نے کہا کہ تمام تر مسائل اور مصائب کا واحد حل قیام ملک کے مقاصد کی طرف بڑھنا ہے لیکن یہاں تو قراردادِ مقاصد اور آئین کی اسلامی دفعات کیخلاف سازشیں ہورہی ہیں اور ہراس تحریک کو پروان چڑھایا جارہا ہے جو اسلام کی ضد ہے انہوں نے مطالبہ کیا کہ لاہوری وقادیانی مرزائیوں کے حوالے سے ۱۹۷۴ء کی قراردادِ اقلیت اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کرایا جائے۔ انہوں نے حکمران جماعت سے مطالبہ کی کہ وہ بھٹو مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے کردار کو بھی ملحوظ رکھیں انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ۱۲/ ربیع الاول کو چناب نگر میں ہونے والی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کریں۔

مجلس احرار اسلام کے ۸۳ویں یوم تاسیس پر قائدین احرار کا پیغام

لاہور (۲۹/دسمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور جنرل سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ نے مجلس احرار اسلام کے ۸۳ ویں یوم تاسیس کے موقع پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ

ہندوستان کی آزادی اور انگریز سامراج کے انخلا کیلئے سرفروشان احرار نے تن من دھن قربان کر دیا اور ایثار و قربانی کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اللہ کی مخلوق کو انسانی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی میں لانا ہمارا ماٹو ہے اور اس کیلئے پرامن جدوجہد ہی ہمارا شعار ہے، ہماری تمام مشکلات کا حل قرآنی و آسمانی تعلیمات کے نفاذ میں مضمر ہے، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ہمارے بزرگوں نے جب جماعت قائم کی تو اس وقت برطانوی سامراج سے نبرد آزما ہوئے اور برطانوی سامراج کو نکال کر دم لیا۔ اب امریکی سامراج نے پاکستان اور خطے میں پنجے گاڑے ہوئے ہیں امریکی تسلط کو ختم کیے بغیر یہاں امن نہیں ہوسکتا۔

مجلس احرارِ اسلام ملتان کے اجلاس اور ختمِ نبوّت کانفرنس کی تیاریاں

ملتان (جنوری) مجلس احرارِ اسلام ملتان کے اراکین و معاونین نے سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر کی تیاری کے سلسلے میں مرکزِ احرار دارِ بنی ہاشم میں متعدد اجلاس کیے۔ ۱۴اور ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء کے دونوں اجلاسوں کی صدارت ملتان کی جماعت کے ناظم اعلیٰ جناب حافظ محمد مغیرہ نے کی۔ ان اجلاسوں میں فیصلہ کیا گیا کہ جماعت کے تنظیمی عمل کو تیز تر کیا جائے اور نوجوانوں کو جماعت میں شمولیت کی دعوت دی جائے۔ مختلف مقامات پر دروسِ قرآن کریم کا اہتمام و انعقاد کر کے احبابِ شہر اور کارکنان جماعت کو جماعت میں شمولیت کے ساتھ ساتھ ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی جائے۔ احرار کارکنان سرخ قمیص تیار کریں اور جماعت کے اجتماعات میں بطور رضا کار وردی پہن کر شریک ہوں۔ تیسرا اجلاس ۱۸ر جنوری بعد نمازِ جمعہ مسجد ختمِ نبوّت دارِ بنی ہاشم میں مقامی نائب امیر جناب چودھری عبدالجبار کی صدارت میں منعقد ہوا۔ کارکنوں سے ایک ماہ کی کارکردگی کی رپورٹ لی گئی۔ احباب نے انفرادی و اجتماعی محنت سے صاحب صدر اور معزز شرکاء اجلاس کو آگاہ کیا۔

الحمد اللہ دروس قرآن کریم طے شدہ نظم کے مطابق منعقد ہوئے اور ان کی برکت سے نئے کارکنان کی وصولی، شرکاء کانفرنس کی وصولی اور رابطے کے بہترین نتائج حاصل کیے گئے۔ دروس کی ترتیب درج ذیل تھی۔

☆۲۸ر دسمبر ۲۰۱۲ء، جمعہ، بعد نماز مغرب، بستی محمد پور، مدرس: مولوی سید عطاء المنان بخاری

☆۴ر جنوری ۲۰۱۳ء، جمعہ بعد نماز مغرب، مسجد الخلیل لطیف آباد کالونی وہاڑی روڈ، مدرس: مولانا سید محمد کفیل بخاری

☆۴ر جنوری ۲۰۱۳ء جمعہ بعد نماز عشاء، مسجد محلّہ شیخاں والی، سورج میانی، مدرس: مولانا محمد اکمل

☆۸ر جنوری ۲۰۱۳ء، منگل بعد نمازِ عشاء بر مکان بھائی محمد عمیر، بھائی محمد عاطف، محلّہ غریب آباد، مدرس: مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی

☆۲۱ر جنوری ۲۰۱۳ء، سوموار بعد نمازِ عشاء جامع مسجد کرنالوی، قاسم بیلہ، مدرس: مولانا محمد اکمل

مولوی سید عطاء المنان بخاری نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خلوصِ نیت اور اللہ کی رضا کے لیے

محنت کامیابی کی کلید ہے۔ انہوں نے کہا کہ اکابرِ احرار نے انہی بنیادوں پر محنت کر کے جماعت کو قائم رکھا اور اللہ کی مدد حاصل کی۔ آپ حضرات کی تھوڑی سی محنت پر اللہ تعالیٰ نے زیادہ کامیابی عطا فرمائی۔ سید عطاء المنان بخاری نے کہا کہ ان شاء اللہ ختمِ نبوّت کانفرنس چناب نگر کامیابی سے منعقد ہوگی۔ ملتان سے باوردی رضا کاروں کا جیش چناب نگر کے لیے ایک دن پہلے روانہ ہوگا۔ جبکہ بسوں کے ذریعے بڑا قافلہ ان شاء اللہ ۱۲؍ربیع الاوّل کی صبح چناب نگر پہنچے گا۔

قائد احرار، ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کے دروس وخطبات

- ☆ ۲۴؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز پیر، بعد نماز عشاء، مسجد کرنالوی قاسم بیلہ ملتان
- ☆ ۲۵؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز منگل، بعد نماز عشاء مکی مسجد حرم گیٹ، ملتان
- ☆ ۲۶؍دسمبر ۲۰۱۲ء بروز بدھ، بعد نماز عشاء مسجد نور تغلق روڈ ملتان
- ☆ ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۲ء جمعرات، بعد نمازِ مغرب ماہانہ مجلسِ ذکر واصلاحی بیان، دارِ بنی ہاشم ملتان
- ☆ ۳؍جنوری ۲۰۱۳ء جمعرات، ۱۱ بجے دن مجلسِ مشاورت مرکزی ومقامی عہدیدارانِ جماعت، دفتر احرار چیچہ وطنی
- ☆ ۴؍جنوری ۲۰۱۳ء خطبۂ جمعہ، مرکز احرار مدنی مسجد چنیوٹ
- ☆ ۵؍جنوری ۲۰۱۳ء ہفتہ بعد نماز مغرب، درس قرآن، سرگودھا
- ☆ ۶؍جنوری ۲۰۱۳ء اتوار بعد نماز مغرب، مجلس ذکر ودرس قرآن، دفتر احرار لاہور
- ☆ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳ء خطبۂ جمعہ، مدنی جامع مسجد، شکار پوری گیٹ، بہاولپور
- ☆ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳ء خانقاہ دین پور شریف حاضری، ملاقات حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہٗ (بسلسلہ تعزیت اہلیہ مرحومہ حضرت میاں مسعود احمد صاحب)

سید محمد کفیل بخاری (مرکزی نائب امیر) کی تنظیمی مصروفیات

- ☆ ۴؍جنوری ۲۰۱۳ء کو مسجد ختم نبوت دارِ بنی ہاشم ملتان میں خطبۂ جمعہ دیا
- ☆ ۵؍جنوری ۲۰۱۳ء کو فیصل آباد میں بزرگ احرار رہنما حضرت مولانا مجاہد الحسینی سے ملاقات۔ بھائی سید محمد مغیرہ بخاری کی تیمارداری اور رات کو بھائی محمود کی رہائش گاہ پر محمد اشرف ودیگر احرار کارکنوں سے ملاقات ومشاورت بسلسلہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر۔
- ☆ ۶؍جنوری ۲۰۱۳ء اتوار، بعد نماز مغرب، شرکت مجلس ذکر وبیان حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم، دفتر مجلس احرار لاہور

- ☆ ۷،۸؍جنوری ۲۰۱۳ء قیام دفتر احرار لاہور، بہ سلسلہ مشاورت وملاقات
- ☆ ۱۱؍جنوری ۲۰۱۳ء خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
- ☆ ۱۳؍جنوری ۲۰۱۳ء شرکت اجلاس کارکنانِ احرار، چشتیاں ضلع بہاولنگر
- ☆ ۱۴؍جنوری ۲۰۱۳ء شرکت مجلس مشاورت بسلسلہ ختم نبوت کانفرنس منعقدہ چناب نگر۔ ہمراہ مولانا محمد مغیرہ، میاں محمد اویس
- ☆ ۱۵؍جنوری ۲۰۱۳ء درسِ قرآن کریم بعنوان ''ختم نبوت''، مرکز احرار مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ، بعد نماز مغرب
- ☆ ۱۸؍جنوری ۲۰۱۳ء خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان
- ☆ ۳۱؍جنوری ۲۰۱۳ء سیرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس، مسجد گل شاہ، ملتان

مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام چوتھے مرکز احرار

رحمٰن سٹی اوکاڑہ نوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 8 دسمبر 2012ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر تعمیر کا آغاز ہوا

25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختم نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)
دفتر دار العلوم ختمِ نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظِ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی
040-5482253
0300-6939453

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● اہلیہ مرحومہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم (خانقاہ دین پور شریف)

● جناب قاضی حسین احمد صاحب مرحوم، سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان

● جناب مولوی محمد ادریس مرحوم: (مجلس احرار اسلام بستی مولویان، رحیم یار خان کے قدیمی کارکن صوفی محمد اسحٰق کے چھوٹے بھائی اور حافظ محمد طارق کے چچا۔

● خالہ محترمہ حافظ محمد انور و حافظ محمد مشتاق بستی شہلی حاصل پور۔ انتقال: ۲۱ر دسمبر ۲۰۱۲ء

● ہمارے قدیمی مہربان، استاذ القراء قاری عبدالقیوم صاحب (لاہور) کی اہلیہ، قاری اسلم صاحب کی والدہ اور قاری حبیب الرحمٰن صاحب کی خوش دامن، انتقال: ہفتہ ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء (لاہور)

● والدہ مرحومہ ملک سرفراز محمد، ملک اعجاز محمود دادی صاحبہ آصف سرفراز، انتقال: ہفتہ ۲۹ر دسمبر ۲۰۱۲ء (لاہور)

● مولانا محمد امیر بجلی گھر: خیبر پختون خوا کے معروف عالمِ دین، داعی اور صاحبِ نسبت بزرگ، انتقال: ۳۰ر دسمبر ۲۰۱۲ء

● ریاض احمد ولد منظور احمد نمبردار (شہلی غربی حاصل پور) انتقال: ۱۱ر جنوری ۲۰۱۳ء

● حافظ محمد صدیق مظہر مرحوم (ڈیرہ غازی خان)

● مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن حاجی محمد اشرف صاحب (حاصل پور) کے ماموں زاد بھائی محمد امین مرحوم

● محمد رمضان مرحوم: مدرسہ معمورہ کے طالب علم محمد روشن کے والد، انتقال: ۵ر جنوری ۲۰۱۳ء

● فیض بخش مرحوم: مدرسہ معمورہ کے طالب علم محمد عثمان کے والد، انتقال: ۹ر جنوری ۲۰۱۳ء

● جناب عبدالمجید بھٹی مرحوم: ملتان میں ہمارے نہایت کرم فرما، ممتاز ادیب و افسانہ نگار جناب جاوید اختر بھٹی کے ماموں۔ انتقال: ۱۲ر جنوری ۲۰۱۳ء (گوجرہ)

● محمد نواز مرحوم: مدرسہ معمورہ کے طالب علم محمد عثمان کے والد، (سکنہ جلہ جیم میلسی) انتقال: ۱۳ر جنوری ۲۰۱۳ء

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ (آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ــــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ درجہ متوسطہ سے درجہ مشکوٰۃ شریف تک داخلے ★ دارالافتاء کا قیام
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر و تحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے • وسیع بیسمنٹ ہال • دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر: ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

توحید وختم نبوت کے علمبردارو ! ایک ہو جاؤ (سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام

شہداء ختم نبوت کانفرنسیں ۲۰۱۳ء

۳/ مارچ	۱۵/ مارچ	۲۲/ مارچ
بروز اتوار، بعد نماز مغرب مرکزی دفتر مجلس احرار اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور	جمعۃ المبارک حاصل پور	جمعۃ المبارک افتتاحِ جمعہ، مسجد ختم نبوت بورے والہ
۳۰، ۳۱/ مارچ/ ہفتہ، اتوار	۴/ اپریل	۲۵/ اپریل
احرار ورکرز کنونشن شہداء ختم نبوت کانفرنس مسجد احرار چناب نگر	جمعرات بعد نمازِ عشاء تحفظِ ختم نبوت کانفرنس چیچہ وطنی	جمعرات، بعد نمازِ عشاء تحفظِ ختم نبوت کانفرنس دارِ بنی ہاشم ملتان

www.ahrar.org.pk / www.alakhir.com

منجانب: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35912644 چیچہ وطنی: 040-5482253

بیماری اور بیمار پرسی کی مسنون دعائیں

1 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے

اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

''دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔'' (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2 حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔

لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ ۔ ''کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کر یگی۔'' (بخاری و مسلم)

3 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

''میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔''

4 بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ (ترمذی)

''سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔''

5 جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۶۳ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ ''سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔''

6 پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ۔

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔'' (ابوداؤد)

7 زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

8 بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ۔ (شعراء:۸۰) ''اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔''

9 دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore